ماہنامہ انصار اللہ

جون 2007ء
احسان 1386 ہش

ایڈیٹر
نصیر احمد انجم

مجلس انصار اللہ علاقہ میرپورخاص سندھ کے پہلے سالانہ تربیتی اجتماع میں
محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان اختتامی اجلاس کی صدارت فرما رہے ہیں

پہلے سالانہ تربیتی اجتماع کے شرکاء کا ایک منظر

اس شمارہ میں

اداریہ .... صفحہ 2تا3
القرآن : ہستی باری تعالیٰ 4
حدیث نبویؐ 5
عربی منظوم کلام 6
فارسی منظوم کلام 7
اردو منظوم کلام 8
کلام الامام: تواضع اور عاجزی 9
قرارداد تعزیت: حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ... 10تا11
از ممبران مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان
تعارف کتب حضرت مسیح موعودؑ: "پیغام صلح" 12تا15
از مکرم فضل احمد شاہد صاحب
میں بھی کھینچوں قامتِ جاناں 16تا24
تبصرہ نگار: مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب
بھوشیہ مہاپران اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام 25تا34
از مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب قادیان
نظم: پروازِ نو 35
کلام: مکرم عبدالسلام اسلام صاحب
نتیجہ امتحان سہ ماہی اوّل 2007ء 36تا38
مرسلہ: قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان
آگے قدم بڑھائے جا 39تا40
مرتبہ: مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ
انصاراللہ

ایڈیٹر: نصیر احمد انجم

احسان 1386ہش جون 2007ء
جلد نمبر 48
شمارہ نمبر 6

فون نمبر: 047-6212982 فیکس نمبر: 047-6214631
ای میل: ansarulahpakistan@gmail.com

نائبین
☜ ریاض محمود باجوہ
☜ محمود احمد اشرف
☜ صفدر نذیر گولیکی

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: انیس احمد
مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ
دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
شرح چندہ: (پاکستان)
سالانہ .... ایک سو روپیہ
قیمت فی پرچہ .... 10 روپے

اداریہ

البٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ

انصار اللہ کی تنظیم کے اراکین عمر کے اُس حصہ کے لوگ ہوتے ہیں جسے پختگی کی عمر کہا جاتا ہے۔ جب سر اور کنپٹیوں کے بالوں میں چاندی اُترنے لگے تو پھر اُن حضرات سے یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ اپنے تجربات سے خود بھی کندن ہو جائیں اور مابعد آنے والی نسل میں بھی اپنے تجربات کا ما حاصل منتقل کرتے جائیں۔

تربیت اولاد جیسا اہم فریضہ انصار اللہ کے ذمہ ہے۔ یہ کٹھن مرحلہ دعا نیز عملی نمونہ کے بغیر طے نہیں ہوسکتا۔

پس اولاد کے لئے دُعا کرنا اپنے معمولات میں شامل کرلیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) نے (جب آپ صدر مجلس انصار اللہ تھے) اجتماع انصار اللہ مرکزیہ 1981ء میں اپنے خطاب میں اس امر کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اس نقطہ نگاہ سے انصار کی (تربیت کے لحاظ سے میں عرض کررہا ہوں) پہلی ذمہ داری ہے کہ جو کچھ انہوں نے پایا ہے اس ماحول میں یا اس سے پہلے ساری عمر میں جو کچھ بھی کمایا نیکیوں کی صورت میں، اس کو اگلی نسلوں میں جب تک رائج اور راسخ نہ کرلیں، چین کا سانس نہ لیں۔ اور یہ کام دعاؤں کے بغیر

ممکن نہیں ہے۔ مسلسل، بار بار کی دُعا اور التجا خدا کے حضور کہ اے خدا زندگی تو تیرے بس میں ہے۔ میرے بس میں نہیں۔ میری تمنا یہ ہے کہ میں اچھی، پاک نسلیں چھوڑ کے جاؤں جو تیرے ذکر کو ہمیشہ زندہ رکھیں اور تیری محبت ان کے دلوں میں بسی رہے اور کوئی غیر کی محبت تیری محبت کے بدلے داخل نہ ہو سکے بلکہ تیری محبت ہی اور محبتوں کو جنم دینے والی ہو۔ کسی غیر کی دشمنی ان کے دل پر غالب نہ ہو۔ جو دشمنی ہو وہ تیری رضا کی خاطر ان سے ہو جو تیرے دشمن ہیں اور ہمیں توفیق عطا فرما۔ ہم بے بس ہیں علم کے لحاظ سے، قوتِ قدسیہ کے لحاظ سے اور بہت سی کمزوریاں ہمارے ساتھ لاحق ہیں جن کی وجہ سے ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ہمیں توفیق عطا فرما۔ اپنے فضل سے ہمارے تھوڑے میں بہت برکت ڈال اور اس چین کے ساتھ ہم آنکھیں بند کر رہے ہوں کہ اپنے پیچھے احمدیت کے بہت ہی نیک پاک اور عمدہ رہنے والے اَلْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ کے نمونے چھوڑ رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(تاریخ انصار اللہ جلد دوم صفحہ 201-202)

القرآن

ہستی باری تعالیٰ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِىْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(سورہ اعراف: 181)

ترجمہ: اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اُسے ان (ناموں) سے پکارا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارہ میں کج روی سے کام لیتے ہیں جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کی انہیں ضرور جزا دی جائے گی۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حدیث نبوی ﷺ

شکرِ نعمت

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یَّرٰی اَثَرَ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ

(ترمذی کتاب الادب باب ان اللّٰہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ)

ترجمہ:- حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے فضل اور اپنی نعمت کا اثر اپنے بندہ پر دیکھے یعنی خوشحالی کا اظہار اور توفیق کے مطابق اچھا لباس اور عمدہ رہن سہن اللہ تعالیٰ کو پسند ہے بشرطیکہ اس میں تکبّر اور اسراف کا پہلو نہ ہو۔

عربی منظوم کلام

يَا بَدْرَ نُوْرِ اللّٰهِ وَ الْعِرْفَانِ

يَا طَيِّبَ الْأَخْلَاقِ وَالْأَسْمَاءِ
جِئْنَاكَ مَظْلُوْمِيْنَ مِنْ جُهَلَاءِ

اے پاکیزہ اخلاق اور پاک ناموں والے ہم جاہلوں کے ظلموں سے مظلوم ہو کر تیرے پاس آئے ہیں۔

أَنْتَ الَّذِيْ جَمَعَ الْمَحَاسِنَ كُلَّهَا
أَنْتَ الَّذِيْ قَدْ جَاءَ لِلْإِحْيَاءِ

تو ہی ہے جس نے تمام محاسن جمع کر لئے ہیں۔ تو ہی ہے جو احیاء کے لئے آیا ہے

أَنْتَ الَّذِيْ تَرَكَ الْهُدُوْنَ لِرَبِّهِ
وَتَخَيَّرَ الْمَوْلٰى عَلَى الْحَوْبَاءِ

تو ہی ہے جس نے اپنے رب کے لئے (دشمنوں سے) صلح جوئی کو چھوڑ دیا اور اپنی جان پر اپنے مولیٰ کو مقدم کر کے اختیار کر لیا

يَا كَنْزَ نِعَمِ اللّٰهِ وَالْآلَاءِ
يَسْعٰى إِلَيْكَ الْخَلْقُ لِلْإِرْكَاءِ

اے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور بخششوں اور عطایا کے خزانے! مخلوق تیری طرف پناہ لینے کے لئے دوڑی آ رہی ہے

يَا بَدْرَ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ
تَهْوِيْ إِلَيْكَ قُلُوْبُ أَهْلِ صَفَاءِ

اے اللہ تعالیٰ کے نور و عرفان کے بدرِ کامل! اہل صفا کے دِل تیری طرف ٹوٹے پڑتے ہیں

(القصائد الاحمدیہ مترجم صفحہ 252-253)

فارسی منظوم کلام

لیک ترکِ نفس کے آساں بود

نفسِ خود را پاک کُن از ہر فضول
ترکِ خود کن تاکند رحمت نزول

اپنے نفس کو ہر غیر ضروری چیز سے پاک کر اور بے نفسی اختیار کر تا کہ خدا کی رحمت نازل ہو

لیک ترکِ نفس کے آساں بود
مُردن و از خود شدن یکساں بُود

لیکن نفس کو ترک کرنا کونسا آسان کام ہے مرنا اور نفس کو مارنا دونوں برابر ہیں

ایں چنیں دل کم بود در سینۂ
کاں بود پاک از غرور و کینۂ

ایسا دل شاذ و نادر ہی کسی سینہ میں ہوتا ہے جو غرور اور کینہ سے پاک ہو

درحقیقت مردمِ معنیٰ کم اند
گو ہمہ از روئے صورت مردم اند

اصل بات یہ ہے کہ حقیقت شناس لوگ کم ہیں اگرچہ شکل کے لحاظ سے سب آدمی ہی ہیں

ہوش کُن اے در چہے افتادۂ
عقل و دیں از دستِ خود در دادۂ

اے وہ جو کنوئیں میں پڑا ہوا ہے اور عقل اور دین دونوں کھو بیٹھا ہے، خبردار ہو

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 177)

اردو منظوم کلام

ہجومِ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق

ذیل میں جو نظم درج کی جاتی ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک صاحب شیخ محمد بخش رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات کو لکھ کر عطا فرمائی تھی جبکہ وہ سخت مالی مشکلات میں مُبتلا تھے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے طفیل اُن کی تکالیف دُور کردیں

اِک نہ اِک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کُچھ قضا کے سامنے

چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایکدن
ہر کوئی مجبور ہے حُکمِ خُدا کے سامنے

مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم یاس و اَلم فکر و بلا کے سامنے

بارگاہِ ایزدی سے تُو نہ یُوں مایُوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

حاجتیں پُوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جُھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایکدن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

(درثمین اردو صفحہ 157 مطبوعہ رقیم پریس لنڈن)

کلام الامام

تواضع اور عاجزی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’تواضع اور مسکنت عمدہ شے ہے جو شخص باوجود محتاج ہونے کے تکبّر کرتا ہے وہ کبھی مراد کو نہیں پا سکتا۔ اس کو چاہیئے کہ عاجزی اختیار کرے۔ کہتے ہیں کہ جالینوس حکیم ایک بادشاہ کے پاس ملازم تھا۔ بادشاہ کی عادت تھی کہ ایسی ردّی چیزیں کھایا کرتا تھا جس سے جالینوس کو یقین تھا کہ بادشاہ کو جذام ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ بادشاہ کو روکتا تھا مگر بادشاہ باز نہ آتا تھا۔ اس سے تنگ آ کر جالینوس وہاں سے بھاگ کر اپنے وطن کو چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کے بدن پر جذام کے آثار نمودار ہوئے۔ تب بادشاہ نے اپنی غلطی کو سمجھا اور اس نے انکسار اختیار کیا۔ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور خود فقیرانہ لباس پہن کر وہاں سے چل نکلا اور جالینوس کے پاس پہنچا۔ جالینوس نے اس کو پہچانا اور بادشاہ کی تواضع اسے پسند آئی اور پورے زور سے اس کے علاج میں مصروف ہوا۔ تب خدا تعالیٰ نے اُسے شفا دی۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 220 جدید ایڈیشن)

قرارداد تعزیت

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب وفات پاگئے

ہم ممبران عاملہ انصار اللہ پاکستان حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان کی وفات پر پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت میاں صاحب کی بیگم حضرت صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب، آپ کے بیٹے محترم صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب، صاحبزادیوں، بھائیوں اور بہنوں، خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے جملہ افراد، ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان، درویشان قادیان اور جماعت احمدیہ بھارت سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل بخشے اور وہ آپ کے نقش قدم پر چلنے والے اور قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہوں آمین۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب حضرت مصلح موعودؓ کے ہاں، حضرت عزیزہ بیگم صاحب بنت حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب آف جدہ کے بطن سے مورخہ یکم اگست 1927ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو بطور نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ قادیان میں رہنے کا ارشاد فرمایا جس کی آپ نے آخر وقت تک تعمیل کی اور اس فرض کو خوب خوب نبھایا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے قادیان کے احمدیوں اور جماعت احمدیہ ہندوستان کے افراد کے ساتھ ایسا تعلق رکھا جس سے لوگوں کو بہت تسلی ہوتی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کا پوتا اور حضرت مصلح موعودؓ کا صاحبزادہ ان کے درمیان موجود ہے اور آپ کی بات کا بہت پاس اور لحاظ رکھا کرتے تھے۔ حضرت میاں صاحب نے جماعت کے احباب کو ہر وقت یہ احساس دلایا کہ جماعت اور خلافت ہی سب کچھ ہے جس سے جڑے رہ کر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔

آپ نے 30 سال کا عرصہ حضرت مولوی عبدالرحمٰن جٹ صاحب کی امارت میں نہایت عاجزی اور وفا کے ساتھ گزارا اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کو 1977ء میں ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی قادیان بنایا تو اس اہم ذمہ داری کو احسن رنگ میں نبھایا۔ آپ قادیان کے ابتدائی درویشوں میں شمار ہوتے ہیں آپ نے ساری زندگی درویشی میں گزاری درویشان قادیان کے لئے ابتدائی زمانہ انتہائی صبر آزما اور ابتلا کا موجب تھا اور اس پُر آشوب دور میں آپ درویشان قادیان کے لئے انتہائی ڈھارس کا موجب تھے۔

آپ نے درویشوں کی تعلیم وتربیت اور رفاہ و بہبود کے بہت سے کام کئے۔ ان کی اصلاح اور تعلیم وتربیت کے لئے ہر لمحہ کوشاں رہتے۔ آپ کا درویشوں اور ان کے خاندانوں کے ساتھ ذاتی تعلق تھا۔ اور ان کے مسائل حل کرنے کی طرف ہمہ

وقت توجہ رہتی آپ کا وجود ایک نافع الناس وجود تھا۔ بھارت کی جماعتوں کے قیام واستحکام کے لئے آپ نے بہت کام کیا ان کی تنظیم سازی کی اور ان میں دعوت الی اللہ کا شعور بیدار کیا۔ آپ بلند پایہ عالم دین، باکمال مقرر، حلیم الطبع، بزم اور ردبارانہ شخصیت اور قائدانہ صلاحیتوں کے حامل بزرگ تھے۔ غیر مسلموں کی طرف سے بھی آپ کو بے انتہا عزت اور احترام حاصل تھا اور وہ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ کی بزرگی اور حسن خلق کے مداح تھے۔

آپ نے خلافت ثالثہ، خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ کے انتخابات کے وقت جماعت احمدیہ بھارت میں اتحاد اور یکجہتی کو قائم رکھنے میں بے مثال خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت اور عشق کا تعلق تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ سے بہت لگاؤ تھا۔ خلافت سے عقیدت اور اطاعت میں بلند مقام کے حامل تھے۔ رفقاء حضرت مسیح موعودؑ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ مہمان نوازی آپ کا نمایاں وصف تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 4 مئی 2007ء میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا، ''اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودؓ کے اس فرزند اور آپ کی نشانی کے درجات بلند فرمائے جس نے اپنے درویشی کے عہد کو نبھایا اور خوب نبھایا، قدرتی طور پر ان کی وفات کے ساتھ مجھے فکرمندی بھی ہوئی کہ ایک کام کرنے والا بزرگ ہم سے جدا ہو گیا۔ وہ میرے ماموں ہی نہیں تھے بلکہ میرے دست راست تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں میرا سلطان نصیر بنایا ہوا تھا۔''

اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کے درجات بلند سے بلند فرمائے آپ کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور صبر جمیل عطا فرمائے۔

ہم ہیں جملہ ممبران عاملہ مجلس انصار اللہ پاکستان

مندرجہ ذیل اداروں اور مجالس کی طرف سے بھی تعزیت کی قرار دادیں ماہنامہ انصار اللہ کو موصول ہوئی ہیں۔

(1) تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان

(2) مکرم ناظم صاحب مجلس انصار اللہ ضلع راولپنڈی

(3) ناظمین علاقہ، اضلاع، زعماء اعلیٰ مجالس انصار اللہ پاکستان

تصحیح

گذشتہ شمارہ میں پروف کی چند غلطیاں رہ گئی ہیں۔ احباب ان کی تصحیح فرمالیں۔

(1) صفحہ 4 پر آیت قرآنی کا حوالہ سورۃ الزمر آیت 54 کی بجائے سورۃ یونس آیت 32 ہے۔

(2) صفحہ 16 پر خلافت ثانیہ کے انتخاب کی جگہ غلطی سے بیت الانوار قادیان کی بجائے ''بیت نور'' ہے

(3) صفحہ 20 حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پہلے خطاب کی تاریخ 9 نومبر کی بجائے 8 نومبر ہے۔

(4) صفحہ 24 حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے پہلے خطاب کی تاریخ 22 نومبر کی بجائے 22 اپریل ہے۔

ادارہ ان غلطیوں پر معذرت خواہ ہے۔

تعارف کتب حضرت مسیح موعودؑ

''پیغام صلح''

از: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

پس منظر: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو 1905ء میں اپنی وفات کی خبریں خدا کی طرف سے مل گئیں مگر خدا کے ماموروں کا بھی عجیب حال ہوتا ہے۔ آپ اُن آسمانی خبروں کے نتیجہ میں مایوس ہونے کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ فکر کے ساتھ اور نئے عزم سے اپنے مشن کی تکمیل کے لئے ہر طریق سے کوشاں رہنے لگے۔ خدا کی تقدیر کے ماتحت آپ کی وفات 26 مئی 1908ء کو ہوئی اور وفات سے قریباً ایک ماہ قبل خرابی صحت کی بناء پر آپ لاہور تشریف لے گئے۔ ایک طرف بیماری اور دوسری طرف سفر۔ پھر حضرت اماں جان کی صحت بھی ناساز تھی۔ ان ساری باتوں کے باوجود آپ نے لاہور میں اپنے مشن کی اشاعت کے لئے جہاں بہت سے کام کئے وہاں ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا۔ جس کا نام ''پیغام صلح'' ہے۔ اس رسالہ کا ایک حصہ مضمون کی شکل میں ہے اور دوسرے حصہ میں کچھ متفرق یادداشتیں ہیں۔ اگر حضور کی زندگی ساتھ دیتی تو عین ممکن ہے آپ ایک لمبی کتاب تصنیف فرماتے۔ یہ یادداشتیں خواجہ کمال الدین صاحب نے محفوظ کیں اور ان کے اندر بھی عظیم پیغامات ہیں۔ چونکہ اس تصنیف کے وقت آپ کی صحت خراب تھی اور ادھر وفات کے الہامات ہو رہے تھے اس لئے حضور جلد تر اس رسالہ کی تصنیف چاہتے تھے۔ اس سلسلہ میں اخبار الحکم 28 مئی 1939ء میں ایک روایت اس طرح آتی ہے کہ ایک دن نماز عصر کے بعد حضور حسب معمول تشریف فرما تھے اور احباب جھرمٹ ڈالے بیٹھے تھے خواجہ کمال الدین صاحب بھی موجود تھے کاتب مضمون لکھ رہا تھا اور خواجہ صاحب اپنی زیر نگرانی لکھوا رہے تھے۔ حضور نے پوچھا کہ خواجہ صاحب مضمون کا کیا حال ہے؟ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ حضور کاتب لکھ رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خواجہ صاحب جلدی کیجئے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری صحت کا کیا حال ہے؟ اسی تعلق میں مورخ احمدیت محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے تاریخ احمدیت میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ایک ایمان افروز خواب درج کیا ہے۔ حضرت سیدہ موصوفہ تحریر فرماتی ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ''وسط صحن میں بستر پر بیٹھ کر آخری شام دیر تک (پیغام صلح کا۔ ناقل) مضمون لکھتے رہتے تھے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر ایک خاص جوش اور ایک خاص سرخی تھی اور قلم معمول سے زیادہ تر تیز تھا۔ مجھے اس وقت آپ کے بیٹھ کر اس انہماک اور تیزی سے لکھنے پر اپنا خواب یاد آیا تھا جو میں آپ کو سنا چکی تھی اور وہم آیا جس کو بار بار دل سے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہی خیال آتا تھا کہ اس خواب میں آپ اسی طرح بستر پر بیٹھے اس رنگ میں لکھ رہے تھے۔ میں نے لاہور آنے سے کچھ عرصہ ہی پہلے خواب دیکھا تھا کہ

''میں نیچے اپنے صحن میں ہوں اور گول کمرہ کی طرف جاتی ہوں تو وہاں بہت سے لوگ ہیں جیسے کوئی خاص مجلس ہو۔ مولوی عبدالکریم صاحب دروازے کے پاس آئے اور مجھے کہا بی بی جاؤ ابا سے کہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ تشریف لائے ہیں آپ کو بلاتے ہیں۔ میں اوپر گئی اور دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ بہت تیزی سے لکھ رہے تھے اور ایک خاص کیفیت آپ کے چہرہ پر ہے پُر نور اور پُر جوش میں نے کہا ابا مولوی عبدالکریم کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ نے لکھتے لکھتے نظر اُٹھائی اور مجھے کہا کہ جاؤ کہو یہ مضمون ختم ہوا اور میں آیا۔''

ٹھیک یہی الفاظ تھے اور وہی نظارہ میری آنکھوں میں اُس آخری شام کو پھر گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم ایڈیشن 1962ء صفحہ 556)

اس روایت اور اس ایمان افروز خواب سے جہاں یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات کا وقت قریب ہے اور آپ کا انجام بہت ہی مبارک ہے وہاں یہ امر بھی عیاں ہے کہ آپ کا ''پیغام صلح'' والا مضمون آخری تاریخی مضمون ہوگا۔

اسی تعلق میں اخبار الحکم 28 مئی تا 7 جون 1939ء صفحہ 9 پر ایک روایت یوں بھی آتی ہے کہ

''حضور نے بعض ہندو شرفاء کی درخواست پر ایک لیکچر لکھنا شروع کیا جس کا نام 'پیغام صلح' تجویز ہوا۔''

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ چاہتے تھے کہ پبلک میں ''پیغام صلح'' کے عنوان سے لیکچر دیں مگر آپ کی زندگی نے ساتھ نہ دیا اور خدا تعالیٰ کا منشاء ایک کتاب کی شکل میں پورا ہوا۔

اس اجمالی تعارف کے بعد بعض خاص باتیں درج کی جاتی ہیں۔

دوستانہ تحفہ:

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے تمام انسانوں کو اس رسالہ میں ربانی اخلاق کے اپنانے کی تلقین فرمائی اور اپنے رسالہ کو ایک ''دوستانہ تحفہ'' قرار دیا چنانچہ فرماتے ہیں: ''پس جبکہ ہمارے خدا کے یہ اخلاق ہیں تو ہمیں مناسب ہے کہ ہم بھی اُنہی اخلاق کی پیروی کریں لہٰذا اے ہم وطن بھائیو! یہ مختصر رسالہ جس کا نام ہے۔ پیغام صلح باادب تمام آپ صاحبوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور بصدق دل دعا کی جاتی ہے کہ وہ قادر خدا آپ صاحبوں کے دلوں میں خود الہام کرے اور ہماری ہمدردی کا راز آپ کے دلوں پر کھول دے تا آپ اس دوستانہ تحفہ کو کسی خاص مطلب اور نفسانی غرض پر مبنی تصور نہ فرماویں۔'' (صفحہ ۵)

غرض وغایت:

اس رسالہ کی بنیادی غرض برصغیر کی دو بڑی قوموں، ہندو اور .... کو صلح کی طرف بلانا ہے اس سلسلہ

میں آپ فرماتے ہیں:

''یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔'' (صفحہ۵)

''ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جب کہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔'' (صفحہ۴)

''چاہئے کہ ہندو...... باہم صلح کرلیں اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو وہ صلح کی مانع ہو اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے۔'' (صفحہ۴)

عشق رسولؐ:

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جہاں صلح کی طرف بلایا وہاں اس رسالہ میں اس مضمون کو بھی کھولا کہ جب تک انبیاء کا غیر معمولی ادب اور احترام نہ ہوگا صلح نہ ہوگی اور اس تعلق میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضور کے جذبات اس آخری بیماری میں بھی شدید عاشقانہ رنگ رکھتے ہیں۔ فرمایا ''جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔'' (صفحہ۲۱)

صلح اور قرآن کی عظمت:

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ صلح کے حوالے سے قرآن کریم کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

''قرآن وہ قابل تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا ...... اگر ایسی صلح کار کوئی اور الہامی کتاب ہے تو اس کا نام لو۔'' (صفحہ۲۱)

ایک اعتراض کا جواب:

اس کتاب میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار ذکر فرمایا ہے آپ کے شمائل پر روشنی ڈالی نیز اس ظالمانہ اعتراض کا جواب دیا کہ حضور کا لایا ہوا مذہب تلوار کے زور سے پھیلا۔ آپ فرماتے ہیں:

> ''جب کفار قریش کا حد سے زیادہ ظلم بڑھ گیا اور انہوں نے غریب عورتوں اور یتیم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا اور بعض عورتوں کو ایسی بے دردی سے مارا کہ اُن کی دونوں ٹانگیں دو رسوں سے باندھ کر دو اونٹوں کے ساتھ وہ رسّے خوب جکڑ دیئے۔ اور پھر اُن اونٹوں کو دو مختلف

جہات میں دوڑایا اور اس طرح پر وہ عورتیں دو ٹکڑے ہو کر مر گئیں۔

جب بے رحم کافروں کا ظلم اس حد تک پہنچ گیا۔خدا نے جو آخر اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے۔اپنے رسول پر اپنی وحی نازل کی کہ مظلوموں کی فریاد میرے تک پہنچ گئی آج میں اجازت دیتا ہوں کہ تم بھی اُن کا مقابلہ کرو اور یاد رکھو کہ جو لوگ بے گناہ لوگوں پر تلوار اُٹھاتے ہیں وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے جائیں گے۔'' (صفحہ ۲۹)

پھر فرمایا:

''کیا وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں اُن کا یہی صدق اور ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے کے باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں اور جب ہزار تک پہنچ جائیں تو کئی لاکھ دشمن کو شکست دے دیں اور دین کو دشمن کے حملہ سے بچانے کے لئے بھیڑوں بکریوں کی طرح سر کٹا دیں ......اور خدا کی توحید کے پھیلانے کے لئے ایسے عاشق ہوں کہ درویشانہ طور پر سختی اُٹھا کر افریقہ کے ریگستان تک پہنچیں ......اور پھر ہر یک قسم کی صعوبت اُٹھا کر چین تک پہنچیں ......اور پھر ٹاٹ پوش درویشوں کے رنگ میں ہندوستان میں آئیں۔'' (صفحہ ۳۰)

اسی طرح جبر کا اعتراض کرنے والوں کو مخاطب کر کے آپ فرماتے ہیں:

''سوال تو یہ ہے کہ جب کہ آپ کے لئے اپنی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی حالت میں خدا کی توحید اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی تو اُس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے تھے اور اگر ایمان نہیں لائے تھے تو پھر جبر کرنے کے لئے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا اور مدد طلب کی گئی تھی۔'' (صفحہ ۲۷)

اقوال زریں:

اس رسالہ کی متفرق یادداشتوں میں بہت ہی پُر اثر اور پُر جذب اور حقیقت افروز اقوال زریں درج ہیں۔چند مثالیں پیش ہیں:

(۱) ''محبت نفرت کو ٹھنڈا کر کے رفع کر دیتی ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۸۲)

(۲) ''ایک بڑی لذّت چھوٹی لذّت سے غنی کر دیتی ہے۔'' (صفحہ ۴۸۳)

(۳) ''اپنے دل کے جذبات کو سمجھنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔'' (صفحہ ۴۸۳)

(۴) ''انسان تو اپنی جان کا بھی مالک نہیں چہ جائیکہ وہ دولت کا مالک ہو۔'' (صفحہ ۴۸۳)

آیئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اس لطیف اور آخری تصنیف کو لفظ لفظ پڑھ کر معرفت کے جام پئیں اور مزے اُڑائیں اور امراض روحانیہ کا علاج کریں۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

میں بھی کھینچوں قامتِ جاناں

مکرم چوہدری محمد علی صاحب کے کلام پر تبصرہ

تبصرہ نگار: مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب

بے حد شفیق، سراپا محبت ہی محبت وجود، احساس کی حساسیّت کے خمیر سے گوندھا ہوا اپنی ہی طرز کا شخص، اُس کی مسکان محبت، اُس کی ہر ایک ادا محبت، اُس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ معطر، اُس کے قلم کی ہر ادا لطیف، ایک دلبرانہ شخصیت، جمالی اداؤں کے کیا ہی کہنے:

جاگ اے شرمسار آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات

اور شانِ جلالی اس سے بھی نرالی:

ان عقل کے اندھوں کو اللہ ہدایت دے
جو کام کیا الٹا جو بات کی پیچیدہ

آپ کی زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح میرے سامنے ہے جبکہ آپ کی کتاب ''اشکوں کے چراغ'' گنجینۂ معانی، استعارات اور تشبیہات کے دریاؤں اور اِٹھلاتی ہوئی کئی ایک پہاڑی ندیوں کو اپنے جلو میں لئے، من میں سمیٹے میرے سامنے بند پڑی ہے اور میرا ذہن و دل، دل و دماغ ایسا ہے کویا آپ کی نظم:

؏ دیدہ و دل میں کھول رہے ہیں درد کے کاقیا نوس

اسپ قلم تو چلنے سے پہلے ہی تھک گیا، اس کی نوک ٹوٹ گئی اور سیاہیاں خشک ہو گئیں۔ کہاں میں کم ذات اور بے بساط اور کہاں یہ کھلی ہوئی بند کتاب! مجھے اپنا ایک مصرع یاد آ گیا:

کھل چکا ہے اور پھر بھی راز ہے

پھولوں میں لپیٹ لپیٹ کر پتھر مارنا تو کوئی آپ سے سیکھے، سرِ اوجِ دار پھول کھانا، سرِ صلیب کا سر کو اونچا کرنا، چہروں کی چادر تان کر دھوپ کو ٹھنڈا کرنا، آگ سے آگ بجھانا، چاندنگر کے چشموں کا خون اُگلنا، ہجومِ رنگ سے گھبرا کر صبا کا گلشن سے باہر آ جانا، اُس کے بولنے سے سارے جہان کا بول اُٹھنا، صبح کو رو رو شام کرنا، زیرِ لب کہنا، برملا کہنا، اپنے اندر کی سیاحت کرنا، مجھ کو میرے رُوبرو نہ کرنا، فرقت کو وصال کر دینا، طرفہ تماشا کرنا، آدھی رات کے آنسو کا ڈھلنا، رُوح کے جھروکوں سے اِذنِ خود نمائی دینا، بن میں کانٹا سا کھڑے ہونا، کشتۂ تیغ انا لگنا، تیل کے تالاب میں مچھلی کا منظر دیکھنا، وَرائے اشک اُسے عمر بھر پکارنا، شب ہائے بے چراغ کی دُہائی دینا، دھرتی کو آگ سے نہ بیاہنا، کبھی بہار کو ترسنا، کبھی خزاں سے ڈرنا اور شعورِ غم کا طبق اندر طبق ہونا! کیا سوچوں اور کیا نہ

سوچوں؟ کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں؟ بقول علیم:

میں کس کو سوچوں میں کس کو چاہوں؟
میں کس کی چھاؤں میں بیٹھ جاؤں؟

چوہدری صاحب کے ہاں ہجر کی کٹھنائیاں اور وصل کی رعنائیاں نہایت درجہ لطیف، نازک اور اچھوتے پن کے ساتھ ملتی ہیں۔ جہاں رُخ کے کنول کھلتے تو دل کی کلیاں مسکراتی ہیں، چہروں کے گلابوں کی مہک کہیں سے اٹھتی تو کہیں من کے مندر میں وصل کی گھنٹیاں سنائی دیتی ہیں، جہاں ہجر اور فرقت کے موسم میں بھی اُمیدوں کے پھول کھلتے، مسکراتے اور کلکاریاں مارتے دکھائی دیتے ہیں۔

محبوب کے محبّ بن جانے اور عاشق کے معشوق ہو جانے کا تجربہ چوہدری صاحب کے ہاں اپنے منطقی کمال کو پہنچا ہوا اور منطق میں استخراجی اور استقرائی دونوں تجربے بامِ کمال کو چھوتے دکھائی دیتے ہیں اور اس علوِ حقیقی میں عجزِ واقعی کی آمیزش اللہ اللہ! ہر اُس شعر میں جہاں دُشمن مخاطب ہے وہاں اُس کے بالمقابل اپنے زورِ بازو کا ذکر کرنے کی بجائے اپنے محبوب کے زورِ بازو اور غیرت مند ہونے کو ثابت کرتے چلے جاتے ہیں:

ہم پہ جو گزرتی ہے معلوم ہے سب اُس کو
حالات ہمارے تو اُس سے نہیں پوشیدہ

یہ، وہ، اُس، کوئی اور کون وغیرہ ایسا محبوب ہے جو پس پردہ بھی ہے اور ظاہر و باہر بھی۔

''اشکوں کے چراغ'' جب مرتب ہونا شروع ہوئے تو خاکسار کو بھی یہ سعادت ملی کہ اِس کہکشاں پر سفر کروں اور اسے دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں، اِس کے نام تجویز ہونا شروع ہوئے تو یاروں نے اِس کے نام بھی تجویز کیے۔ میں نے بھی لکھا کہ اِس کا نام ''لفظوں کے درویش'' ہونا چاہیے، کہیں سے آواز آئی کہ ''آدھی رات کے آنسو'' کہیں سے صدا اٹھی کہ ''آدھی رات'' لیکن وہ اسم بامسمّٰی، مسرور کر دینے والے ہمارے دلوں پہ حاکم بادشاہ نے اِس کو زیورِ اسم میں ملبوس کر کے نہال ہی تو کر دیا، یاروں میں تو جشن کا سماں تھا کہ ''اشکوں کے چراغ'' تو دِن کو بھی اُجالے بکھیرتے ہیں اور راتوں میں بھی چراغِ راہ گزار ہوتے ہیں۔

چوہدری صاحب کا اکثر کلام سنا ہوا تھا اور پڑھا بھی لیکن اب کسی اَور نظر سے دیکھنے کی توفیق ملی۔ کہنے کو پانچ سو اٹھتر صفحے میں لیکن ایک ایسا وسیع سمندر میرے سامنے تھا کہ جس کا کوئی کنارا دکھائی نہ دے رہا تھا۔ میں تو حیرت کے سمندروں میں مسلسل ڈوبتا اُبھرتا رہا۔ ایک ایسی دنیا ہے کہ اس جیسی دنیا کہیں اَور نہیں اور یہ میں ہی نہیں کہتا بلکہ وہ کہتا ہے جسے کہنے کا حق ہے، میں تو اس کی ہاں میں ہاں ملانا بھی اپنے لئے فخر کا باعث جانتا ہوں۔ میری حقیقت تو کوئی ہے ہی نہیں:

من آنم کہ من دانم

اور:

من نہ دانم فاعلاتن فاعلات

ذرا میرے ساتھ لطف لیجئے آپ بھی تو بہیئے ان مصرعوں کے سمندر کے بہاؤ میں:

صلیبِ عشق پہ چڑھنے کی دیر تھی مظفر
وہ پھول برسے، گڑھے پڑ گئے زمینوں میں
وہ ایسے بول رہا ہے وجود میں میرے
کہ جیسے مالکِ کون و مکاں بولتا ہے
ہجوم رنگ سے گھبرا گئی ہے
صبا گلشن سے باہر آ گئی ہے
ستاروں کے کنارے گھس گئے ہیں
اُجالوں کی نظر پتھرا گئی ہے
آسمان اور زمین کا ہے فرق
درد میں اور دردِ پیہم میں
ہجر کی شب ہی وصل کی شب ہے
یعنی رمضان ہے محرم میں
تمہارے نام کا تھا ذکر جس میں
وہ مضمون سب سے بالا تر رہا ہے
یہی زندہ رہے گا درحقیقت
جو لحہ مسکرا کر مر رہا ہے
یہ کمرہ جس سے خوشبو آ رہی ہے
ہمارے یار کا دفتر رہا ہے
محبت ہو گئی ہے تجھ سے مظفر
تو کس محبوب کا نوکر رہا ہے

چوہدری صاحب شعر نہیں غزل کہتے ہیں اور پھر کہتے چلے جاتے ہیں جبکہ سننے والے سنتے چلے جاتے ہیں اور اب تو کتاب پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ کتنی کتنی بار پڑھا اور بعض اوقات تو اس درد نے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا جس میں غوطہ زن ہو کر یہ موتی چوہدری صاحب نے نکالے ہیں۔ بڑی جان لگتی ہے بھئی! خونِ جگر پلانا پڑتا ہے۔

ہائے ہائے! اس سے آگے اب میں کیا لکھوں؟

پروا تھی نہ اُس کو ڈر کسی کا
سورج سرِ عام ڈھل رہا تھا

اشکوں کے چراغ میں کون سا شعر ہے جسے ہم کہہ پائیں گے کہ یہ حمد کا شعر ہے اور یہ نعت کا نہیں؟ مجھے تو بلا مبالغہ چوہدری صاحب کے سارے اشک حمد اور سارے چراغ نعت دکھائی دیتے ہیں جو جلتے ہیں اور رتجگے کا سماں پیدا کر دیتے ہیں، جگہ جگہ اُجالے بکھیرتے اور قدم قدم پر بہاروں کے پھول کھلاتے ہیں، نس نس میں آرزو جگاتے ہیں اور طبیعت میں پیار، کیف اور انگ انگ میں عشق بھر دیتے ہیں، ایسے میں رات بھر یادوں کا رقص محوِ رقص رہتا اور تلووں کا چکروں پر ہی دارو مدار ہوتا ہے رات بھر خونِ جگر ایک اضطراب میں رہتا اور جاں کے سمندروں میں ایک عجب سا انتشار پیدا کرتا رہتا ہے، افسردگی کی تال پہ دل ماتم کناں ہوتا ہے تو تا حدِ نگاہ میرا تو سینہ فگار رہتا ہے، جہاں یہ پاکیزہ کلام ہمیں ایک کسک سے آشنا کرتا ہے تو وہیں اُمید و بیم کے ستونوں میں ہم سانس لینے لگتے ہیں، اپنے ''دل و جان'' سے محبت اور عشق ہو جاتا ہے اور دُشمن کے بالمقابل اپنے محبوب پر ناز ہونے لگتا ہے چوہدری صاحب اپنی کم مائیگی اور عجز کا بجا اظہار کرتے ہوں گے، ہمیں تو شرمندگی ہونے لگتی ہے اپنے آپ پر اور اپنے ہونے پر! اور خود سے گھن آنے لگتی ہے۔

ستاری کس کو نہیں چاہیے؟ لیکن چوہدری

صاحب بھی تو چھپتے پھرتے ہیں اور اس بات پہ نازاں اور اِٹھلاتے پھرتے ہیں کہ:

مجھ سے لے کر رکھ لیا واپس مرے ستار نے
نامۂ اعمال میں تھا جانے کیا لکھا ہوا؟

مضطر مٹی وچ جا لُکّا
لُکدا چھپدا، ٹلدا ٹلدا

چوہدری صاحب جیسے درویش، حیادار اور باوصف لوگ نامۂ اعمال کو ہاتھ میں لے کر بھی کانپتے اور روتے رہتے ہیں کہ خدارا اسے خدا واپس ہی لے لے۔ وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ نامۂ اعمال ہی نہیں ایک بخشش کا پروانہ ہی تو ہے!

پھر بھی صنف کے اعتبار سے حمد کو چھوا تو کمال ہی کر دیا جتنی بڑی ذات اتنی ہی بڑی بات!

سمت ہے اُس کی نہ حد
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدْ
لا کا ہے اثبات وہ
نفی ہے اُس کی نہ رد
اُس کے حرف و صوت و لفظ
زیر و پیش، مد و شد

پھر لکھتے ہیں:

آؤ حسن یار کی باتیں کریں
یار کی دلدار کی باتیں کریں
جس کی ستاری پہ دل قربان ہے
ہم اُسی ستار کی باتیں کریں
حسن سے حسنِ طلب کی داد لیں
عشق کی، تکرار کی باتیں کریں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت لکھنے کو بیٹھے تو ایسے ایسے مضمون باندھے کہ سبحان اللہ! لیکن خالی خولی لفاظی کر کے نعت بیچنے والوں کو اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ اس عشق کو دل میں اُتارو نہ صرف کاغذ پر ورنہ تمہاری کی ہوئی تعریف اور لکھی ہوئی توصیف کس کام کی؟

توصیف کیا کرے گا ترےؐ ماہ و سال کی
جس نے کبھی نہ کھائی ہو روزی حلال کی
میں ہوں تو صرف احمدی ہوں اور محمدی
ہوں شافعی، نہ حنبلی، حنفی نہ مالکی

گو یاروں کی نظر میں چوہدری صاحب کا کلام بڑے ہی سادہ الفاظ کا حامل ہے اور بیان بھی پُرپیچ نہیں دِکھتا لیکن میری نظر میں چوہدری صاحب نے آسان الفاظ پر قدرت پا کر مضامین کو پیچ در پیچ اور مشکل تر بنا دیا ہے اور یہ کام ایسی خوبصورتی سے کیا ہے کہ پڑھنے والے کو بعض اوقات جو مضمون سمجھ آ رہا ہوتا ہے وہ الفاظ سے بھی سہل ہوتا ہے اور کلام سے بھی مشکل اور پیچیدہ! لیکن یہ نہیں کہ چودھری صاحب مرصع کلام کہہ نہیں سکتے۔ اس کی بھی مثالیں آپ کے کلام میں ملتی ہیں۔ چودھری صاحب کے ہاں آسان الفاظ میں پیچیدہ کلام اور مرصع اور مقفی الفاظ میں آسان کلام بھی ملتا ہے:

تیری دنیا دائرہ در دائرہ در دائرہ
دائروں کے دیس میں ہم نے سفر تنہا کیا
رات کو شیشہ دِکھا کر شہر کی تصویر لی
دُور تک کھڑکی کے رستے چاند کا پیچھا کیا

عام فہم الفاظ تو ہیں لیکن عام فہم مضمون نہیں ہے کہ آسانی سے سمجھ میں آ جائے گا۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ فوراً مضمون سمجھ آ جاتا ہے اور بعد میں انسان اپنے اُوپر ہنستا ہے کہ میں نے کیا سمجھا تھا اور یہ تو مضمون ہی ایسا پیچ در پیچ اور گہرا ہے کہ کیا کہنے! اور اس کے برعکس ''برف'' عنوان سے آپ نے جو کلام کیا اسے پڑھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہایت اعلیٰ درجہ کی مرصع نظم ہے:

کتنی خاموشی ہے تنہائی ہے
رات لمبی ہے کوئی بات کرو
دُور مت بیٹھو قریب آ جاؤ
شام کی گود میں پھر رونے لگی بادِ شمال
جم گیا برف کے انفاس سے بادل کا ضمیر
چاندنی شمع ہے دُھندلائی ہوئی
رات مدہوش، کفن پوش، خموش
برف کے گالے زمستاں کے سفیر
دُودھیا جسم، تمنا کے اسیر
اوڑھے ہوئے اُجلے سادی ملبوس
بے صد خوف کے گھوڑوں پہ سوار
یوں دبے پاؤں گریزاں، ترساں
غول کے غول فضا سے اُترے
جیسے تنہائی میں آہٹ کی صدا
وادیٔ قاف میں پریوں کا نزول
یادِ ایام کے کمخواب پلیوں کا خرام
قُلّۂ کوہ پہ اُترا ہے کہستاں کا غرور
سرما کا سرور
جیسے کافوری شمع کا شفاف دھواں
وادیٔ نور کے اُجلے سائے
چاندنی رات کے کورے سپنے
صُلح کے ایلچی، سرما کے سوار
قطبِ شمالی کے کنول
کوہساروں کی کنواری کلیاں
خندۂ ماہ کے پھول
چاند کے ٹکڑے، گھٹا کے فانوس
سدرہ و طوبیٰ کے خاموش طیور
بالِ جبریل کے پاکیزہ خطوط
جیسے براق کے پَر بادل کے بھنور
............آخر

واہ واہ! کیا کہنے!

یہ خرام بے نوا، یہ ادائے دلربا، یہ نوائے بے صدا! یہ چوہدری صاحب کا ہی خاصہ ہے!

مرثیہ بہت لوگوں نے لکھا، غزل کے پیرائے میں بھی لکھا لیکن اس میدان میں بھی چوہدری صاحب کا اپنا انداز اور انوکھی طرزِ ادا ہے:

پہلے اس کا جواز ڈھونڈتے ہو
پھر کوئی واردات کرتے ہو
جب بھی کرتے ہو قتل مضطر کا
بر نہر فرات کرتے ہو

کیسے کیسے نقشے کھینچے ہیں سہل ممتنع میں بھی اور لمبی بحروں میں بھی دریا بہا دیئے ہیں فرماتے ہیں:

خوشبو کے خرید کر جزیرے
پھولوں نے تراش لیں پناہیں

لگتا ہے نماز پڑھ رہے ہیں
لفظوں کی کٹی ہوئی ہیں بانہیں
یارب! کوئی آبرو کا آنسو
پانی کو ترس گئیں نگاہیں

اور یہ غزل کہ:

آئے گا جواب آسماں سے
بولیں گی ضرور سجدہ گاہیں

میں اس بات کا قائل ہوں کہ شعر وہی کامیاب ہے جس کی نثر کرنے کو چلیں تو نثر نہ کر پائیں کہ وہ ایک بہترین مصرع بھی ہو اور اعلیٰ ترین نثر بھی اور چوہدری صاحب کے ہاں یہ خوبی اعلیٰ سطح پر پائی جاتی ہے۔ مثلاً یہی اشعار لے لیں جو میں نے اُوپر درج کئے ہیں تو تمام مصرعے ایسے ہیں جن میں بیک وقت اعلیٰ درجہ کی نثر اور اعلیٰ درجہ کا شعر ہونے کی ساری خوبیاں موجود ہیں، ذرا ملاحظہ ہو ایک اور غزل کے چند شعر جو آپ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے...... کی وفات پر کہی تھی:

تو مے کا ذکر کراے مے گسار! آہستہ آہستہ
پری کو یار شیشے میں اُتار آہستہ آہستہ
دھواں سا اُٹھ رہا ہے دل کے پار آہستہ آہستہ
نہ جل جائیں کہیں قرب و جوار آہستہ آہستہ
نہ چھیڑ اس ذکر کو اب بار بار آہستہ آہستہ
کہ محفل ہو گئی کیوں اشکبار آہستہ آہستہ
لحد میں اِس ستارے کو اُتار آہستہ آہستہ
چراغِ زندگی کو پھونک مار آہستہ آہستہ
اُٹھا ساغر پلا پھر ایک بار آہستہ آہستہ
کہ اُٹھتے جاتے ہیں سب بادہ خوار آہستہ آہستہ

اب چوہدری صاحب جب محفل میں ہوتے ہیں تو کیا وہ محفل میں ہی ہوتے ہیں؟ اور اگر وہ کبھی بظاہر تنہا ہوں تو کیا وہ تنہا ہی ہوتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ ان کی کلامی بھی خود کلامی ہے اور خود کلامی بھی کلامی دکھائی دیتی ہے، وہ خود سے بات کرتے کرتے نجانے کب محفل میں جا نکلتے ہیں اور دوسروں سے کچھ کہتے کہتے نجانے کب تنہا ہو جاتے ہیں۔ آپ کے کلام کی عظمت، سلاست، روانی، گہرائی اور گیرائی پر تو انسان کی جیسے حیرت ہی گم ہو جاتی ہے جب اس شعر پر پہنچتا ہے کہ:

حیرت سے قلم کو تک رہی ہیں
کاغذ کی پھٹی ہوئی نگاہیں

گو چوہدری صاحب نے زیادہ لمبی بحریں استعمال نہیں کیں لیکن جو بھی لکھا ہے اسے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ میرے دل میں ہے:

رُوح کی لذت بن کر برسا مولا! تیری ذات کا نام
بھول گئے ہم سارے موسم یاد رہا برسات کا نام
خالی خیمے آج بھی کوفے والوں سے یہ کہتے ہیں
ہمت ہے تو واپس کردو اب بھی نہر فرات کا نام
کیا مضطر اور کیا اس کی اوقات کہ تیری محفل میں
لے تو کس برتے پر لے اشکوں کی اس سوغات کا نام

پھر لکھتے ہیں:

میں جب بھی اس کی محبتوں کی صداقتوں کی کتاب لکھوں
تو سب سے پہلے اسے محمد کہوں رسالت مآب لکھوں
کروں تلاوت صحیفۂ رُخ کی اور اسے اُلکتاب لکھوں

جو خواب میں اس کو دیکھ پاؤں تو خواب کو کیسے خواب لکھوں
ٹھہر بھی جا اشک شامِ ہجراں! ذرا اجازت دے سوچنے کی
جو خط ابھی تک لکھا نہیں ہے کوئی تو اس کا جواب لکھوں
ہر مژہ جو لرز رہے ہیں درود اور نعت کے ستارے
انہیں شفاعت کے پھول لکھوں کہ مغفرت کے گلاب لکھوں
دل و نظر اشک اشک دھوؤں تو اس پہ بھیجوں درود مظفر!
سجاؤں پلکوں کو آنسوؤں سے تو نعت کو آب آب لکھوں

تاریخی واقعات کا بیان بھی شاعری میں ایک مقام رکھتا ہے اور اس کا غزلیہ آہنگ میں بیان ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوتی لیکن چوہدری صاحب کے ہاں تاریخ کے استعاروں اور تشبیہات کا دل و جگر کی اصطلاحات کے طور پر عجیب آہنگ میں استعمال ملتا ہے۔ مثلاً

دیدہ و دل میں کھول رہے ہیں درد کے اوقیانوس
مجبوروں کے ایشیا اور مزدوروں کے رُوس

اور ملاحظہ ہو یہ غزل کہ:

عشق اُس کے عہد میں بے دست و پا ہو جائے گا
آنکھ استنبول، سینہ قرطبہ ہو جائے گا

پھر لکھتے ہیں:

واویلا کرتا ہوا راون آیا ہے
سیتا کو لینے کیوں لچھمن آیا ہے
ارجن کو بلواؤ کرو کھشیتر میں
گیتا کے اُپدیش کو بھگون آیا ہے
درو پدیوں کی عزت لوٹ کے جوئے میں
کس منہ سے واپس دریودھن آیا ہے
حضرتِ یوسف سے کہہ دو محتاط رہیں
شہر میں کہتے ہیں اک نردھن آیا ہے

پھر لکھتے ہیں:

جس حسن کی تم کو جستجو ہے
وہ حسنِ ازل سے باوضو ہے
تاریخ کا سانس رُک گیا ہے
آئینہ سا کوئی رُو برو ہے
اُترا ہے جو آسماں سے
عزت ہے ہماری آبرو ہے

گویا میں کیا کیا لکھوں اور کیا کیا رکھوں! بس نصیحت ہے تو اتنی ہے کہ:

اوّل تو اپنی آنکھ کا پانی لہو کرو
پھر اس لہو سے رات کو اُٹھ کر وضو کرو
لیٹے ہوئے ہو کس لئے سولی کی اوٹ میں
تم مر نہیں گئے ہو، اُٹھو گفتگو کرو
مجھ کو بھی اپنے آپ سے ملنے کا شوق ہے
مجھ کو پکڑ کے لاؤ، مرے رُوبرو کرو
مظفر! غمِ حبیب تو مولیٰ کی دین ہے
اس غم کا بھول کر بھی نہ چرچا کبھو کرو

میں اکثر دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ اگر نزاکت کی بات کریں تو فارسی میں ایک الگ قسم کا لوچ ہے، نزاکت ہے، محبت ہے اور لطافت ہے۔ چوہدری صاحب نے بھی اِس میں سے حصہ پایا اور فارسی میں بھی کلام کہا۔ یہاں بھی چوہدری صاحب کا ہجر میں وصال اور وصال میں ہجر کی طرف ہی انتقال دکھائی دیتا ہے:

اے کہ تو بندۂ خدا شدہ ای
از ہمہ بندہا رہا شدہ ای

تو ز روزِ ازل حسیں اتی
تو نہ اِمروز خوش نما شدہ ای
تا حسینے دگر پدید آید
ہمہ تن شوقِ کربلا شدہ ای
من نہ پرسم چرا محمد علی
در تپِ عشق مبتلا شدہ ای

پھر لکھتے ہیں:

تو یک اشکِ ندامت مرحمت کن
کہ تن از تشنگی ویرانہ گردید
مپرس از شمع بر روِشِ نظر کن
کہ پروانہ چرا پروانہ گردید
بترسد ز آب ہمچو سگ گزیدہ
دل مضطر مگر دیوانہ گردید

اور پنجابی کلام دیکھیں تو اس میں بھی ایک الگ ہی طرز کلام ہے ایک اچھوتا انداز بیان ہے، اس میں راوی کی روانی ہے تو چناب کا سرور اور ایک عجیب اُدارواں ہے۔ کہاں سانس لینے کو رُکیں؟ جہاں رُکنے کا سوچیں ایک اَور بلندی اور اُس کے بعد ایک اَور! جیسے چڑھی ہوئی پہاڑی ندی کہ جہاں پر بظاہر سست رَوی دِکھاتی ہے تو محض اِس لئے کہ اِس کے بعد اُس کی روانی میں اضافہ ہو جائے اور وہ پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے بہنے لگے۔

ہوں! میں سمجھا کہ چوہدری صاحب نے یہ بند جان بوجھ کر باندھے ہیں تو پھر میں کس کس شعر کا تذکرہ کروں گا؟ ہر شعر میں ایک خاص ادا ہے:

اَکھاں دی رَکھوالی رکھ
عینک بھانویں کالی رکھ
غصہ، گلا، کام، کرودھ
اپنے سپ نہ پالی رکھ
اِکو یار نال یاری لا
دُشمن پینتی چالی رکھ

لیجئے صاحب!

چناں! وے تیری چانئی، تاریا! وے تیری لو
چن پکاوے روٹیاں تے تارا لوے کنسو
اسیں سارے شکر دوپہر دے، ساٹوں کندھاں لیا لکو
سانوں یار نے جتھے آکھیا اسیں اوتھے رہے کھلو

سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو کی تعلیم کو یوں منظوم کیا کہ:

سچ آکھاں تاں بھانبڑ مچے
میں "جھوٹھا"، میرے دشمن "سچے"
چن چڑھیا کل عالم تکے
تارے ہسن دیوا نچے

اور اس نظم نے تو واقعتاً آنکھوں سے دریا بہا دیئے کہ:

وَگ وَگ وے جھناں دیا پانیاں
رات ہنیری تے چن میرا دُور اے
چناں دَس کیہ میرا قصور اے؟
جیویں جیوندیاں رہن جوانیاں
وَگ وَگ وے جھناں دیا پانیاں!
گھڑا کچا تے گھمن گھیر اے
چناں آ وی جا ہُن کی دیر اے؟
آ جا، آ وی جا یار جانیاں

وگ وگ وے جھناں دیا پانیاں
کلّی جندڑی، دُور دا راستہ ای
آ جا دلبرا ! رب دا واسطہ ای
رکھاں رکھ لے اَج پرانیاں
وگ وگ وے جھناں دیا پانیاں!

اور

جے توں منیں تاں میں دَساں اِک گل وے
چن سورج نیں دونویں ساڈے وَل وے
اَگ عشقے دی بجھدی جاندی
آ زلف دا پکھا جَھل وے
لوکی آکھدے نیں کملی کملی
ساڈی کملی پے گئی اے اَنّ وے

اوراس شعر میں تو جان ہی نکال دی کہ

سوہنا منگے تاں سواں دیاں جتیاں
اسیں پچھی لہا کے کھَل وے

شہراور گاؤں کے فرق کو واضح کرتے ہوئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شہر کے لوگ باہمی رابطہ میں کمزور ہوتے ہیں اور گاؤں میں لوگوں کے باہمی تعلق مضبوط۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

ننگے پنڈے چانی گئی بگانے پنڈ
عاشق بھکے سوں گئے رات پرانے پنڈ
پنڈوں آوے پیارے دی نمی نمی وا
وسدیاں رہن حویلیاں تے موجاں مانے پنڈ
سرگھی ویلے جاگدے رہوے دے وسنیک
لوکاں بھانے شہراے تے ساڈے بھانے پنڈ
نکھی، نرم، نویکلی پنڈاں دی پریتیت
سففے دے وچ جاوڑاں آنے بہانے پنڈ
کچے کچے شہر دی ونگی ٹیڈی سوچ
ویندیاں ویندیاں آوڑی زور تگھانے پنڈ
تینوں ٹھرک پلاٹ دا سانوں ویل زمین
تیری روزی شہر وچ تے ساڈی دانے پنڈ
کندھاں دے گل لگ کے کوٹھے دیسی ڈھا
جے مضطر نوں لے گیوں اَج پرانے پنڈ

اب آپ خود ہی بتایئے کہ اس سے آگے مجھ میں لکھنے کی سکت باقی رہ جاتی ہے؟ کہ

مضطر نے کمال کر دیا ہے

مجلس انصاراللہ کے نئے گیسٹ ہاؤس ’’سرائے ناصر نمبر 3‘‘ کی تعمیر

قارئین کو یہ خوشکن اطلاع دی جارہی ہے کہ احاطہ دفاتر انصاراللہ پاکستان کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’ایوانِ ناصر‘‘ تجویز فرمایا ہے۔ اور ایوانِ ناصر میں نئے تعمیر شدہ گیسٹ ہاؤس کا نام ’’سرائے ناصر‘‘ عطا فرمایا ہے۔ ایوانِ ناصر میں دو گیسٹ ہاؤس پہلے سے موجود ہیں اس لئے یہ نو تعمیر شدہ گیسٹ ہاؤس ’’سرائے ناصر نمبر 3‘‘ کہلائے گا۔

’’سرائے ناصر نمبر 3‘‘ کی تعمیر کا آغاز اپریل 2005ء میں ہوا اور نومبر 2006ء میں اس کی تکمیل ہوئی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ ’’سرائے ناصر‘‘ کی تین منزلہ خوبصورت و دلکش عمارت کو جدید سہولیات سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اس میں 12 بڑے کمرے ہیں اور 105 مہمانوں کے ٹھہرنے کی گنجائش ہے۔

خدا کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ’’وَسِّعْ مَکَانَکَ‘‘ کی صداقت کا یہ ایک اور ثبوت ہمیشہ برکات خداوندی سے معمور رہے۔ آمین۔

بھوشیہ مہاپران اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(ازمکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب قادیان)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام (۱۸۳۵ء۔۱۹۰۸ء) نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر انیسویں صدی کے آخر میں یہ حیرت انگیز انکشاف کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر وفات نہیں پائی بلکہ صلیب کی لعنتی موت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل سے بچالیا۔آپ نے مسلّمہ مآخذ اور مستند تاریخی کتب کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت ہوئے اور نہ تین دن بعد زندہ ہوکر آسمان پر بجسم عنصری چلے گئے بلکہ گلیل کے راستہ فارس (ایران) افغانستان ہندوستان کشمیر تبت لداخ کے علاقوں کی طرف آئے۔اور یہیں پر آپ نے اپنی طبعی عمر پاکر وفات پائی۔اور آپ کی قبر محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں موجود ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی ہندوستان آمد کے تعلق سے آپ نے ایک جگہ فرمایا:

''ہندوؤں کے پاس بھی ایک کتاب موجود ہے جس میں شہزادہ نبی کا ذکر ہے۔''

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۳۹)

ہندوؤں کی جس کتاب کا آپ نے ذکر کیا ہے،ابھی تک دستیاب کتب ہنود میں وہ کتاب بھوشیہ مہاپران ہے۔اس کتاب میں ''ہم تنگ'' میں شالی واہن راجہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر موجود ہے۔

تعارف کتب ہنود:

قبل اس کے کہ مذکورہ کتاب پر بحث کی جائے خاکسار قارئین کے استفادہ علم کے لئے مختصراً کتب ہنود کا تعارف کرانا چاہتا ہے تا کہ ہندوؤں کے نزدیک ان کتب کی حیثیت واضح ہوجائے۔

وید: وید ہندوؤں کے نزدیک سب سے مستند معزز کتب ہیں۔وید چار ہیں۔رگوید،یجروید،سام وید،اتھروید۔ ویدوں کے اشعار شلوک نہیں بلکہ منتر کہلاتے ہیں۔ان میں رگوید کو علماء سب سے پرانا تسلیم کرتے ہیں۔رگوید اور دیگر وید حصوں میں تقسیم ہیں جن کو منڈل کہتے ہیں۔رگوید کے دس منڈل ہیں جن میں ۱۰۲۸ سوکت اور کل ۱۰۵۸۰ منتر ہیں۔

(بحوالہ بھارتیہ سنسکرتی مصنفہ وآسیاین صفحہ ۵۰ مطبوعہ وشو ودیالیہ پرکاشن بنارس)

براہمن گرنتھ: ویدوں کی تالیف کے بعد کچھ ایسی کتب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جو ویدوں میں موجود مضمون کو واضح کریں چنانچہ دوسرے نمبر پر براہمن گرنتھ ہیں۔ چنانچہ رگوید کا براہمن گرنتھ ایتریے، کوشیتکی یجروید کا برہمن تیتریری، شت پتھ، وغیرہ مشہور ہیں۔

اُپنشد: درجہ کے حساب سے اپنشدوں کا تیسرا نمبر ہے۔ جس میں زیادہ تر فلسفیانہ نقطۂ نظر بابت روح مادہ پرکرتی وغیرہ پیش کئے گئے ہیں۔ اُپنشدوں کی تعداد ۱۰۰ سے زیادہ گنی جاتی ہے۔ مگر ان میں ایش، کین، کٹھ، پرشن وغیرہ زیادہ مشہور و معروف ہیں۔

ویدانگ: چوتھے نمبر پر ویدک ادب کو سمجھنے کے لئے ''ویدانگ'' یعنی ویدوں کا انگ (حصہ کتب) تصور کی گئیں۔ یہ چھ موضوع سے تعلق رکھتی ہیں۔ شکھشا، چھند، ویاکرن، نرکت، جیوتش، اور کلپ۔ ان میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل نرکت ہے جس میں ویدوں کے الفاظ کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔

پرانوں کا مرتبہ

پانچویں درجہ پر پران ہیں۔ ان کو دو حصہ میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اول مہاپران دوئم پران، مہاپران تعداد میں اٹھارہ ہیں۔ ان میں وایو مہاپران، برھمانڈ مہاپران، وشنو مہاپران، بھوشیہ مہاپران، بھاگوت مہاپران مشہور ہیں جبکہ پرانوں میں گروڑ پران، کلکی پران، شیو پران وغیرہ مشہور ہیں۔ مہاپران اور پران کے درمیان امتیازی فرق یہ ہے کہ مہاپران ایک خاص شلوک کے اصول کے مطابق ہوتا ہے جبکہ پران پر یہ قاعدہ لاگو نہیں ہوتا۔

سنسکرت کے اس شلوک کا تلفظ یوں ہے:

تلفظ: سَرُ گش چہ پرُتی سَرگش چہ ونشو منو نترانی چہ
ونشا نوچرِ یتم چیو پرانم پنچ للھشنم

یعنی: سرگ (تخلیق) پرتی سرگ (قیامت اور اُس کے بعد کی تخلیق) ونش منوتر اور ونشا نوچرت (سورج چاند، کھشیپ، دکھش وغیرہ کا تذکرہ) یہ پانچ مہاپران کی علامتیں ہیں۔

کسی بھی پران کو مہاپران کے درجہ میں تبھی رکھا جائے گا۔ جب وہ مندرجہ بالا پانچ علامتوں کا حامل ہو۔ مگر اس قاعدہ سے ہٹ کر شریمد بھاگوت مہاپران دوسرے اسکندھ میں مہاپران کی دس علامتیں بیان کی گئیں ہیں۔ یہاں ایک بات

خصوصیت سے خاص ذکر ہے جس کی طرف ہنس راج اگروال ایم اے سنسکرت گورنمنٹ کالج لائلپور (فیصل آباد) نے اپنی کتاب "سنسکرت ساہتیہ کا اتہاس" مطبوعہ مہر چند لکھشمن داس سنسکرت ہندی کتب فروش سید مٹھا بازار لاہور شائع شدہ ۱۹۴۱ء صفحہ ۵۲ میں اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ از سنسکرت: یہ بات دھیان میں رکھی جا سکتی ہے کہ سرگ، پرتی سرگ، منوترا اکثر خیالات پر مشتمل ہیں۔ ہاں دیگر دوسری باتیں۔ ونش اور ونشا نوچرت تاریخ کا لبادہ رکھنے کی وجہ سے کچھ اہمیت کے حامل ہیں۔

پرانوں کی ابتداء

اصل پران کی ابتداء کا کچھ اشارہ وایو، برہمانڈ، وشنو پران سے لگتا ہے۔ (بھاگوت پران بھی کچھ پتہ دیتا ہے لیکن وہ بعد کے زمانہ کی تصنیف ہونے کی وجہ سے قابل توجہ نہیں۔" کہا جاتا ہے کہ ویاس نے ویدوں کو جمع کرنے کے بعد پران کو جو کہانیوں، گیتوں، لوک کہانیوں اور پرانے قصوں پر مشتمل تھے، اپنے پانچویں شاگرد رُوم ہَرشن (Room Harshan) کو پڑھایا۔ رُوم ہرشن نے اُن کو اپنے چھ شاگردوں کو سکھایا۔ جن میں سے تین نے الگ الگ سنگھتا (پران) بنائے۔ اُن میں سے ہر ایک کے چار چار پاد تھے اور موضوع الگ ہونے پر بھی الفاظ میں یکسانیت تھی۔

وہ سنگھتائیں (تفسیریں بمعنی پران) آج دستیاب نہیں ہیں۔ ہاں موجودہ پرانوں میں اُن بنیادی پرانوں کے بعض حصے ملتے ہیں اور اُن کے مصنفین کا ذکر سائل و مسئول کے رنگ میں موجود ہے۔

پرانوں میں تاریخ:

پرانوں کے معاملہ میں افراط و تفریط کا مضمون حاوی ہے، معتقد ہندو اس کی ہر بات سچ مانتے ہیں جبکہ بعض مصنفین ان کو غلط خیال کرتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ بالعموم پران صرف قصے اور کہانیوں پر مشتمل ہیں۔ جبکہ کچھ تاریخی معلومات بھی ان میں موجود ہیں۔

مشہور تاریخ دان ڈاکٹر وینسٹ سمتھ نے 1902ء میں یہ ثابت کیا کہ متسیے پران (Matsiya Puran) میں جن آندھر راجاؤں کا دورِ حکومت سلسلہ وار دیا گیا ہے وہ درست ہے۔ اسی طرح پرانوں میں کوشل، مگدھ، ہونوں کے راجاؤں کا ذکر ہی موجود نہیں بلکہ کچھ تحریف کے ساتھ ششوناگوں، نندوں، شنگوں، کنووں اور آندھروں (تاریخ ہند کے مشہور راجاؤں کے دور۔ ناقل) کا ذکر بھی موجود ہے۔ اس لئے تاریخ کے طلباء خصوصاً ہندوستان کی پرانی تاریخ کے طلباء

ان سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

پرانوں کا زمانہ:

پرانوں کے زمانہ کے تعین کے بارہ میں مختلف خیالات پائے جاتے ہیں۔لیکن تقریباً سب تاریخ دان ان کو براہمن گرنتھوں کے بعد تالیف شدہ مانتے ہیں اور تاریخ ہند میں گپتوں کے زمانہ میں بکثرت پران تالیف کئے گئے ہیں۔اصلی پران کے زمانہ کے تعین کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کو مدنظر رکھنا فائدہ مند ہوگا۔

(۱) سنسکرت کا مشہور نثر نگار ''بان'' (۶۲۰ء) اپنی کتاب ''ہرش چرت'' میں وایو پران کا ذکر کرتا ہے۔

(۲) متسیہ، وایو اور برہمانڈ پران اپنے شروع میں ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے بعض مضامین بھوشیئت پران سے لئے ہیں اور ان کے اندرونی شہادت سے ثابت ہے کہ بھوشیت پران تیسری صدی عیسوی میں موجود تھا۔

(۳) آپس تمب (Aapastamb) سوتر (جس کا زمانہ تالیف ایک سو سال قبل مسیح ہے۔سند کے لئے بھوشیہ پران کو پیش کرتا ہے۔

(۴) موریہ خاندان کی ترقی میں معاون مشہور پنڈت کوٹلیہ اپنی کتاب ''ارتھ شاستر'' میں پران کا ذکر کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج موجودہ مہاپران اور پران مختلف ادوار کی تخلیق ہیں۔اور یہ ادوار دوسری، تیسری صدی عیسوی سے لے کر ۱۰ ویں صدی عیسوی تک محیط ہے۔

بھوشیہ مہاپران:

سنسکرت میں بھوشیہ کے معنی ''مستقبل'' اور پران کے معنی ''ماضی'' کے ہیں۔گویا دونوں متضاد لفظ ایک ساتھ موجود ہیں۔اس کا مفہوم یہ ہوا کہ بھوشیہ پران ایک ایسی کتاب ہے جس میں ماضی کے زمانے میں مستقبل کے متعلق خبر دی گئی ہیں۔چنانچہ یہی مفہوم ڈاکٹر رام جی تیواڑی (Dr. Ramji Tiwari) تعارف بھوشیہ مہاپران مطبوعہ ہندی ساہتیہ سمیلن 1995ء پریاگ الہ آباد لکھتے ہیں:

ترجمہ از سنسکرت: (ناقل) بھوشیہ پران کو دیکھ کر ایک قدرتی جستجو پیدا ہوتی ہے کہ آخر وہ کون سی عجیب تصنیف ہے جو ماضی بعید میں لکھی گئی اور مستقبل کی باتوں کو بھی اپنے میں سموئے ہوئے ہے۔

بھوشیہ مہاپران کا نام بھارتیہ ادب، خصوصاً پرانوں میں بہت ہی معروف ہے اور یہ بہت سی وجوہات سے لوگوں میں

مقبول ہے۔تاریخ کے محققین کے لئے تو یہ بہت ہی معاون ہے۔اسی لئے پرانوں میں خصوصیت سے اس پر محققین نے بہت کام کیا ہے۔ان میں پارجی ٹر (Parjitar) مصنف ''کل یگ کے راج ونش''، ''ستھو''، ''انڈین ہسٹری'' اور پنڈت بھگوت دت مشہور آریہ محقق کی کتابیں مشہور و معروف ہیں۔

بھوشیہ مہاپران سب سے پہلے ۱۹۱۰ء میں مہاراجہ کشمیر سرتاپ سنگھ صاحب کے حکم سے ممبئی سے وینکٹیشر پریس میں چھپا ہے۔بعض محققین نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ چونکہ اس کی اصل 'پانڈولیپی' (تحریر) کشمیر کے راجہ کے یہاں سے ملی ہے اس لئے عین ممکن ہے کہ یہ مہاپران اسی علاقہ میں لکھا گیا ہو۔

موجودہ دستیاب بھوشیہ مہاپران کا تجزیہ کرنے پر کئی اہم نکات ہمیں دستیاب ہوتے ہیں۔

اوّل: سمپورنانند (Sampornanad) سنسکرت یونیورسٹی بنارس (جو کہ ہمارے احمدیہ مشن بنارس سے پانچ منٹ کے فاصلہ پر موجود ہے) میں ہاتھ سے مکمل لکھی گئی کتب میں یعنی پانڈولپیوں کی فہرست میں ۱۶۵۱۶ نمبر پر ایک بھوشیہ مہاپران کی کاپی دستیاب ہے۔جن میں پانچ پَرو (بمعنی ابواب) براہم، شیو، تو راشٹر، ویشنو اور پرتی سرگ پرو کا ذکر موجود ہے لیکن افسوس یہ کہ اس ہاتھ لکھی پوتھی کے سارے صفحات دستیاب نہیں ہیں۔

(۲) ''بنگلہ ویشوکوش'' (بزبان بنگلہ) کے صفحہ ۳۰۵ پر لکھا ہے کہ ''کلیو منگ'' (بھوشیہ مہاپران) آزاد پران نہیں بلکہ یہ پران کا ایک حصہ ہے۔

(۳) ''شستی بھوشن ودیا النکار مصنف ''بھارتیہ پورانک جیون کوش'' مطبوعہ رنگون برما کے صفحہ ۱۲۲۰ میں بھوشیہ مہاپران کا ذکر موجود ہے اور لکھا ہے کہ ابتداء میں پرسوت، بھُویہ، پرتھگو، لیکھ اور آریہ یہ پانچ دیوتا تھے۔انہیں میں سے بھویہ کے نام پر بھوشیہ پران کی ابتداء ہوئی۔

(۴) آفریکٹ کے ''کیٹ لاگس کیٹلاگرام'' کے مطابق لندن کے انڈیا آفس کی فہرست ۳۳۴۷ میں ایک بھوشیہ مہاپران کی پوتھی کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۵) ''ایشیاٹک سوسائٹی'' کولکتہ بنگال کے ہیڈ ڈاکٹر ہرپرساد شاستری نے بہار کے گوپال گنج کے ''تھوا راجہ'' کی لائبریری میں موجود ایک بھوشیہ پران کی پوتھی کا ذکر ''ڈسکرپٹیو کیٹ لاگ'' Discraptiv Catalog صفحہ ۴۲۸ پر کیا ہے۔

مختصر یہ کہ فی زمانہ ہمیں وینکٹیشور پریس ممبئی سے چھپا بھوشیہ مہاپران عام دستیاب ہے اُس کے مطابق اس میں کل چار پرو ''ابواب'' میں براہم، مدھیم، پرتی سرگ اور اُتر پرو۔اس کاپی میں ابواب و شلوکوں کی جو تفصیل ہے وہ

مندرجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	نام پرو	حصہ	کل ابواب	شلوکوں کی تعداد
۱۔	برہم پرو		۲۱۶	۸۹۱۱
۲۔	مدھیم پرو	پہلا حصہ	۲۱	۸۹۸
		دوسرا حصہ	۲۱	۱۴۷۲
		تیسرا حصہ	۲۰	۵۷۱
۳۔	پرتی سرگ پرو	پہلا حصہ	۷	۴۰۶
		دوسرا حصہ	۳۵	۱۱۱۸
		تیسرا حصہ	۳۲	۲۳۹۰
		چوتھا حصہ	۲۶	۲۱۰۲
۴۔	اُتر پرو		۲۰۸	۸۴۳۹
			شلوکوں کی کل تعداد	۲۶۳۰۷

بھوشیہ مہاپران کے بارے میں ''اگنی پران'' (۲۷۲/۱۲) میں جو پرو کی ترتیب کی خبر ملتی ہے، آج موجود وینکٹشور پریس سے چھپا بھوشیہ مہاپران اُس کے مطابق نہیں ہے۔خود بھوشیہ مہاپران کی اندرونی شہادت اس بات پر ہے کہ اس مہاپران میں تحریف والحاق ہوتا رہا ہے۔بھوشیہ مہاپران ۵۔۴۔۱۰۴۔۱۔۱میں شلوک ہے:

ترجمہ از سنسکرت: اے کورونندن! اسکند پران میں جس طرح زیادتی ہوئی ہے اُسی طرح بھوشیہ پران میں بھی ہوئی ہے۔اسکند پران کے شلوکوں کی تعداد ایک لاکھ ہے یہ سب کو معلوم ہے۔اس بھوشیہ پران کی تعداد ورشی نے پچاس سھرس (پچاس ہزار) مقرر کی ہے۔

مگر آج جب ہم بھوشیہ مہاپران کے شلوک کی گنتی کرتے ہیں تو یہ 26307 ہے غور طلب یہ ہے کہ پچاس ہزار شلوکوں والا مہاپران کہاں گیا۔

دوسرا قرینہ تحریف شدہ بھوشیہ مہاپران پر یہ ہے کہ آپس تمب (Aapastamb) سوتر میں جس کا زمانہ تالیف ایا۲ صدی قبل مسیح ہے۔بھوشیہ مہاپران کے لئے بھوشیت لفظ استعمال کیا گیا ہے جبکہ تیسری صدی میں یہ لفظ بگڑ کر بھوشیہ ہوگیا۔آج

کل ہمیں تحریف شدہ بھوشیہ مہاپران ہی دستیاب ہے۔

عین ممکن ہے کہ ہمارے قارئین میں سے بعض کے دلوں میں یہ خیال گزرے کہ اگر بھوشیہ مہاپران میں تحریف ہو چکی ہے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی راجا شالی واہن سے ملاقات کا واقعہ، جس کا ذکر آگے آئے گا۔ الحاقی ہو اور بعد میں ملا دیا گیا ہو جبکہ اصل بھوشیہ مہاپران دستیاب نہیں ہے؟؟؟

اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ شالی واہن اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کا واقعہ الحاقی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں وہ بات بیان کی گئی ہے جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے عام مروجہ عقیدہ کے مخالف ہے ان دونوں کا تو عقیدہ ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد آسمان پر چلے گئے پھر وہ ایسی بات کیسے کہہ سکتے تھے جن سے اُن کے عقیدہ پر ضرب آتی ہو۔ باقی رہ گئے سوت رشی جو کہ اس واقعہ کے راوی ہیں اور وید ویاس جی جن کی طرف پران منسوب ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کو حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی و موت سے کوئی سروکار نہیں اور نہ کوئی عقیدت ہے۔ اس لئے جو واقعہ تاریخی طور پر ظہور پذیر ہوا وہ انہوں نے بیان کر دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی راجا شالی واہن سے ملاقات:

بھوشیہ مہاپران کے تیسرے کھنڈ یعنی پرتی سرگ پرو کے تیسرے حصہ یعنی باب میں شالیواہن راجہ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ اصل عبارت وینکٹیشور پریس ممبئی سے چھپے بھوشیہ پران کی مندرجہ ذیل ہے:

--------(پرتی سرگ پرو ادھیائے ۲ شلوک نمبر 17 تا 34 صفحہ 282)

چونکہ اصل بحث اسی حوالہ کے اوپر ہے اس لئے چند ایک مستند ہندو و انگریز ریسرچ اسکالرز کے تراجم درج ذیل ہیں:

(ا) گیتا پریس گورکھپور: سناتن دھرم فرقہ سے تعلق رکھنے والے ہندوؤں کے نزدیک سب سے مستند پریس ہے جس نے اہل ہنود کی بے شمار کتب شائع کی ہیں چنانچہ وہ اس کا ترجمہ کرتے ہیں:

ترجمہ (اُردو ناقل) ''ایک دفعہ کی بات ہے کہ وہ شک راجا شالی واہن ہم شکھر (برف کی چوٹی) پر گیا۔ اُس نے ہون دیش کے درمیان موجود پہاڑ پر ایک خوبصورت آدمی کو دیکھا۔ اُس کا جسم گورا تھا وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اس آدمی کو دیکھ کر شک راج نے خوشی سے پوچھا۔ آپ کون ہیں۔ اُس نے کہا میں ''ایش پتر ہوں'' اور کنواری کے رحم سے پیدا ہوا ہوں۔ میں ملیچھ دھرم کا مبلغ اور سچ کو قائم کرنے والا ہوں۔''

(بحوالہ پنچپت بھوشیہ پران صفحہ ۳۴۲ مطبوعہ گیتا پریس گورکھپور یو۔پی طبع چہارم سموت ۲۰۶۰)

(۲) گائیتری پریوار (Gaytri Pareevar) اس وقت ہندوستان میں ویدوں کی تبلیغ وترویج کے لئے بہت تیزی سے سرگرم عمل ہے۔اُس کے بانی پنڈت شری رام شرما آچاریہ جوکہ چاروں ویدوں میں ۱۰۸ اپنشدوں، چھ درشن، یوگ و سشٹھ ۲۰ سمرتیوں اور ۱۸ پرانوں کے مفسر ہیں۔اس حوالے کا ترجمہ مندرجہ ذیل کرتے ہیں:

ترجمہ: (اُردو ناقل) ایک بار شکوں کا راجا ہم تنگ میں آیا تھا۔ہون دیش کے درمیان رگری میں موجود باعث خوشخبری آدمی کو دیکھا تھا جو بلوان (طاقتور) راجا اور حصوں والا اور سفید کپڑے والا تھا۔اُس نے مسرت سے اس سے کہا۔ آپ کون ہیں؟ اُس نے جواب دیا کہ کماری کے رحم سے پیدا ہوا مجھ کو ایش کا پتر (ابن اللہ) جانیے۔میں ملیچھوں کے دھرم کا واعظ ہوں اور سچائی کا پابند ہوں۔یہ جواب سن کر راجہ نے کہا۔آپ کا دھرم کیا ہے؟ اُس نے یہ بات سن کر کہا ہے مہاراج! سچ کا نور ملنے پر اور ملیچھ (غیر آریہ) ملک کے مریادا (اخلاق) سے عاری ہو جانے پر میں مسیح آیا تھا۔غلیظوں کو ڈرانے والی ایش مسیح ظاہر ہوئی ہے......

(۳) مشہور آریہ سماجی محقق مہاشیہ لکھشمن صاحب نے اپنے رسالہ ''بھوشیہ پران کی آلوچنا'' یعنی بھوشیہ پران کی تنقید میں سنسکرت آمیز ہندی میں اس کا یہ ترجمہ کیا ہے۔

''ایک بار شک دیش کا راجہ شالباھن ہمالیہ کی چوٹی پر گیا اُس طاقتور راجہ نے ہون دیش کے بیچ پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ایک گورے رنگ والے سفید کپڑے پہنے ہوئے پاک انسان کو دیکھا۔راجہ نے اُس سے پوچھا آپ کون ہیں وہ خوش ہو کر بولا میں کنواری کے گربھ سے پیدا ہوا خدا کا بیٹا ہوں۔میں ملیچھ دھرم (یعنی غیر آریہ دھرم) کا اُپدیشک (واعظ) اور رستہ برت (سچائی) کا دھیان (اختیار) کرنے والا ہوں۔یہ سن کر راجہ نے کہا آپ کون سے دھرم کو مانتے ہیں؟ وہ بولا مہاراج ملیچھ دیش میں ستیہ (سچائی) کے ناشی ہونے اور زیادہ (حدود شریعت) کے ٹوٹ جانے سے مسیح روپ میں پرگٹ ہوا ہوں۔نتیاشدھ تسعھا کلیان کاری ایش (ازلی مقدس اور فائدہ بخش خدا) کی مورتی ہردے (دل) میں پراپت (حاصل) ہونے کارن میرا عیسیٰ مسیح یہ نام مشہور ہے۔'' (بھوشیہ مہاپران پرتی سرگ پر کھنڈ ۳ ادھیائے ۲ شلوک ۲۱ تا ۳۰ بحوالہ الفضل ۲۰ اپریل ۱۹۵۶ء)

(۴) ہندوستانی اسکالر ڈاکٹر شیوناتھ شاستری ودیارتھی نے اس کا جو انگریزی ترجمہ کیا ہے۔وہ مندرجہ ذیل ہے۔

"The sakas came to Aryadesh (India) after ecrossing the indus and some (came) through other routes in the Himalayes, and left started plundering the place. After some time some of them left and took back (with them) their booty.

Some time after Raja Salewahin succeeded to the throne. He in a very short time defeated the Sakas. Chinese, Tartars, Walhiks (Bokha) Kamrups (Parthians) and Khurasanis and Punished them. Then he put the malecch (Infidels) and Aryas in separate countries. The malecch were kept upto (beyond) the Indus River and the Aryas on the side (of the river). One day he want to a country in the Himalayas. There (while in that country) he saw (what appeared to be) a Raja at Sakas at wien. (wein is a place of sulphur about ten miles North East of Srinagar who was fair in colour and wore white clothes. He (Shalwahin) asked (him) who he was. His reply was that he was Yusashaphat (Yuz Asaf) And had been born of a woman and (on Shalawhin) being surprised) he said that he spoke the truth and he had to purify the religion. The Raja asked him what his religion was He Replied, "O Raja! When truth disappeared and there was no limit (to the evil Practices) in the malecch country. I appeared there and through my work guilty and the wicked suffered, and I also suffered at their hands." The Raja asked him (again) what his Religion was. He replied, it is (to establish) love, truth and purity of heart and for this I am called Isa Masih." The Raja returned after making his obeisance to him... (Bhavishya Maha Purana Page 282, Purva (ch) III Adhyaya (Section) II Shaloka (versed) 9-31. The Translation is by Vidyararidi Dr. Shiv Nath Sastri)

(Jesus in Heaven on Earth by Al-haj Khwaja Nazir Ahmad, Sixth Edition 1988 P.461)

محترم شیخ عبدالقادر صاحب محقق نے اس کا ترجمہ مندرجہ ذیل کیا ہے:

''ایک دن راجہ شالباہن ہمالیہ پہاڑ کے ایک ملک میں گیا۔ وہاں اُس نے ساکا قوم کے ایک راجہ کو وین (Wein) مقام پر دیکھا وہ خوبصورت رنگ کا تھا اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ شالباہن نے اُس سے پوچھا آپ کون ہیں اُس نے جواب دیا کہ میں ''یوسا شافت'' (یوز آصف) ہوں۔ اور ایک کنواری کے بطن سے میری پیدائش ہوئی۔ (راجہ شالباہن کے حیران ہونے پر اُس نے کہا۔ کہ میں نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اور میں مذہب کو پاک و صاف کرنے کے لئے آیا ہوں۔ راجہ نے اُس سے پوچھا آپ کون سا مذہب رکھتے ہیں۔ اُس نے جواب دیا۔ اے راجہ جب صداقت معدوم ہوگئی اور ملیچھوں کے ملک میں (یعنی ہندوستان کے باہر کے ایک ملک میں) حدود شریعت قائم نہ رہے تو میں وہاں مبعوث ہوا۔ میرے کام کے ذریعہ جب گناہگاروں اور کافروں کو تکلیف پہنچی تو اُن کے ہاتھوں سے میں نے تکلیفیں اٹھائیں۔ راجہ نے اُس سے (پھر) پوچھا آپ کا مذہب کیا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ میرا مذہب محبت صداقت اور تزکیہ قلوب پر مبنی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ میرا

نام عیسیٰ مسیح رکھا گیا۔اُس کے بعد راجہ آداب وتسلیمات بجا لایا اور واپس ہوا۔ (بحوالہ الفضل 20 اپریل 1956ء)

مشہور انگریز محقق ہولگر کیرسٹین (Holger Kersten) اپنی کتاب Jesus Lived in India مطبوعہ 80 Strand, Penguin Books, London, we 2R orl, U.K. میں اس حوالے کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

Shalivahana the grandson of Vikrmajit came to power…… one day, Shalivahana, the lord of the shakas, came to a snowy mountain, there, in the land of the Huna, the powerfull king saw a handsome man seated on the mountain. he had a white body and he wore white garments. The King asked the Holyman, who are you? The other replied; know that I am Ishaputtra (Sanskrit son of God) born of a virgin, proclaimer of teachings of the barbarians (Mleccha) which bear the truth. The king then asked him, what teachings do you mean? The other replied, At the end of the satya yoga, the golden Age, I appeard as Masiha (the messiah) in the depraved land of the unbelievers. The goddess Shamash also appeared before the barbarians (Dasyu) in a terrible from I was brought before her in the manner of the unbeliever and attained the masiha -tve (Messiah- hood) hear, O king I brought the religion unto the unbelievers. After the purification of the spirit and the cleansing of the impure body and after seeking refuge in the prayers of the Naigama, man will come to worship the eternal through truth, meditation and recollection of sprit, man will find his way to Isha (Sanskrit God) who dwells in the centere of light, who remains as constant as the sun and who dissolves all transient things forever. Thus was Ishamasi destroyed and the form of Isha was revealed in the heart ever pure and bestowing happiness and I was called Isha Masiha. After the king heard these words He bowed before the teacher of the barbarians and sent him on his way to their terrible land. (Quoted in translation from a hohenbergr, Das Bahvishya Purana in Munehener indologische Studies 5 wisdaben 1967 P 17 F)

بھوشیہ پران کے مندرجہ بالا حوالہ کے مختلف تراجم سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں جن کی طرف خاکسار قارئین کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہے۔

(باقی آئندہ)

پروازِ نو

(کلام: مکرم عبدالسلام اسلامؔ صاحب)

بیدار نالہ ہائے شبگیر ہو رہے ہیں
ظلمت میں اشک وجہِ تنویر ہو رہے ہیں

ہم کس لئے اُٹھائیں چارہ گروں کے احساں
جب درد دردِ دل کو اکسیر ہو رہے ہیں

کروٹ بدل رہی ہے آ دیکھ زِندگانی
"اَرض و سما نئے" اب تعمیر ہو رہے ہیں

ہر ابتلا نے ہم کو پروازِ نو ہے بخشی
نالے ہمارے وجہِ تبشیر ہو رہے ہیں

اہلِ جہاد پر ہے دیوانگی کا عالم
دونوں جہان یا رب تسخیر ہو رہے ہیں!

کُچھ لوگ رو رہے ہیں قسمت کو اپنی ہر دم
کُچھ لوگ آپ اپنی تقدیر ہو رہے ہیں

اسلامؔ ہے چھُپاتا زخمِ جگر کو لیکن
پُر سوز نالے مثلِ تصویر ہو رہے ہیں

نتیجہ امتحان سہ ماہی اوّل 2007ء

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی اوّل 2007ء میں 598 مجالس کے 9226 انصار نے شرکت کی۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اراکین کے اسماء درج ذیل ہیں۔ علاوہ ازیں 230 انصار نے اس امتحان میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے "مخصوصی گریڈ A" حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان اراکین کے لئے مبارک کرے اور مزید علمی ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

اوّل:	مکرم آرکیٹیکٹ شعیب احمد ہاشمی	گلشن اقبال غربی۔ کراچی
دوم:	مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر	دارالصدر شمالی انوار۔ ربوہ
	مکرم عبد السلام ارشد	شمالی چھاؤنی۔ لاہور
سوم:	مکرم مبارت احمد طاہر	کھاریاں ضلع گجرات
	مکرم ڈاکٹر منصور احمد	جوہر ٹاؤن۔ لاہور

مزید پہلی دس پوزیشن حاصل کرنے والے انصار:

مکرم منور احمد تنویر (دارالصدر شرقی ب ربوہ) مکرم عبد الرشید ساٹری (عزیز آباد کراچی) مکرم ملک محمود احمد اعوان (ڈیرہ اسمٰعیل خان) مکرم منصور احمد لکھنوی (گلشن قبال شرقی کراچی) مکرم محمد انور نسیم (دارالیمن وسطی سلام ربوہ) مکرم مبارک انور ندیم (واہ کینٹ، راولپنڈی) مکرم شاہ محمد حامد گوندل (طاہر آباد جنوبی ربوہ) مکرم راجہ محمد فاضل (نصیر آباد غالب ربوہ) مکرم عبدالباری قیوم شاہد (مارٹن روڈ کراچی) مکرم میاں مجید الرحمٰن (جوہر ٹاؤن لاہور)

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار:

لاہور: مکرم عبدالقیوم، مکرم حفیظ احمد، مکرم میاں محمد یوسف، مکرم نصیر احمد قریشی، مکرم چوہدری محمد لطیف انور، مکرم معین الدین، مکرم محمد سرور ظفر، مکرم نور الٰہی بشیر، مکرم مسعود احمد فاروقی، مکرم بشیر احمد، مکرم رشید احمد محسن (مغل پورہ) مکرم بشیر احمد (سلطان پورہ) مکرم ناصر احمد بلوچ، مکرم لیئق احمد، مکرم اعجاز احمد محمود (دارالسلام) مکرم محمد اقبال بسراء (فیکٹری ایریا) مکرم عبدالقدیر خان، مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ، (فیکٹری ایریا شاہدرہ) مکرم محمد ظفر اقبال ہاشمی، مکرم محمد ارشاد، مکرم سلطان احمد بھٹی (بیت التوحید) مکرم قریشی محمد کریم (شالامار ٹاؤن) مکرم امتنان الٰہی ملک، مکرم رانا فضل الرحمٰن نعیم، مکرم کیپٹن (ر) ملک مبارک احمد، مکرم قاری نفیس الرحمٰن نعیم، مکرم شکور احمد (گرین ٹاؤن) مکرم محمد نصر اللہ خان (بھاٹی گیٹ) مکرم چوہدری ارشاد احمد ورک (گلشن راوی) مکرم احسان الحق فخر (ڈیفنس) مکرم شیخ مامون احمد، مکرم محمد اسحاق چوہدری (بیت الاحد) مکرم سید نوید احمد بخاری، مکرم محمد زکریا فاروقی، مکرم ڈاکٹر عبدالشکور میاں (سمن آباد) مکرم چوہدری حبیب اللہ مظہر، مکرم شیخ

محمد اکرام اطہر، مکرم محمد قاسم بٹ، مکرم کرنل عثمان احمد چوہدری (نشاط کالونی)

ضلع کراچی: مکرم عبدالقیوم، مکرم شفیق احمد شاہد (نارتھ) مکرم غلام قادر چانڈیو، مکرم چوہدری محمد رمضان، مکرم طارق محمود بھٹی، مکرم ریاض احمد شاد، مکرم محمد سرور، مکرم صوفی محمد اکرم، مکرم مجیب احمد خان (ڈرگ کالونی) مکرم کرامت حسین مختار، مکرم ڈاکٹر شوکت علی (اورنگی ٹاؤن) مکرم صبغت اللہ خان، مکرم محمود احمد وینس، مکرم عزیز اللہ (کورنگی) مکرم صابر عمران ہاشمی، مکرم منیرالدین بھٹی (گلشن جامی) مکرم مرزا تنویر احمد، (مارٹن روڈ) مکرم سید حمید احمد شاہ (تیموریہ) مکرم چوہدری بشیرالدین محمود (ڈرگ روڈ) مکرم چوہدری ادریس احمد (گلستان جوہر) مکرم محمد اشرف (گلشن اقبال غربی) مکرم کمانڈر ناصر احمد (صدر) مکرم ہبتہ اللہ کاہلوں (محمود آباد) مکرم ملک مقصود احمد (ماڈل کالونی) مکرم مجیب احمد ناصر، مکرم عبدالمجید ناصر، مکرم چوہدری ناصر احمد کوندل، مکرم مسرت شمیم قریشی، مکرم حفیظ احمد شاکر، (النور) مکرم ڈاکٹر فیاض محمود (محمود آباد)

ربوہ: مکرم صدیق احمد منور (فیکٹری ایریا احمد) مکرم صفدر نذیر گولیکی (دارالنصر غربی حبیب) مکرم محمد رئیس طاہر (دارالنصر وسطی) مکرم عبدالرحمٰن عاجز، مکرم محمد ارشد قریشی (دارالرحمت وسطی) مکرم تنویرالدین صابر، مکرم لعل الدین صدیقی (دارالنصر غربی اقبال) مکرم عبدالرشید منگلا، مکرم عبدالسمیع خان، مکرم محمد طفیل گھمن (دارالرحمت شرقی بشیر) مکرم جاوید احمد جاوید، مکرم محمد اشرف شاہد سراء (دارالعلوم شرقی برکت) مکرم سید عبدالمالک ظفر، مکرم لیاقت علی (دارالشکر) مکرم محمد خان بھٹی، مکرم ثناء اللہ ملک، مکرم نثار احمد طاہر (دارالصدر شمالی انوار) مکرم حبیب احمد، مکرم رشید احمد، مکرم غلام قادر، مکرم ملک محمد اقبال (دارالعلوم جنوبی احد) مکرم رؤف احمد بٹ (دارالعلوم شرقی نور) مکرم خالد اشرف بھٹی (دارالفضل غربی طاہر) مکرم محمد نصیر احمد (دارالعلوم غربی صادق) مکرم مقبول احمد (کول بازار) مکرم ڈاکٹر چوہدری محمد حامد (دارالیمن شرقی) مکرم سید جماعت علی شاہ، مکرم منور احمد (دارالعلوم غربی خلیل) مکرم نواز احمد باجوہ، مکرم صدیق احمد (طاہر آباد شرقی) مکرم محمد صدیق خان، مکرم ماسٹر بشارت احمد، مکرم مقبول احمد (دارالعلوم وسطی) مکرم محمد سلیم جاوید (نصیر آباد رحمٰن) مکرم قمر احمد کوثر، مکرم یونس احمد خادم، مکرم نذیر احمد باجوہ (دارالرحمت شرقی راجیکی) مکرم عبدالمنان، مکرم ماسٹر عبدالسمیع، مکرم قاسم محمود بھٹی (دارالفتوح غربی) مکرم پروفیسر محمد انعام (دارالنصر غربی منعم) مکرم محمد رفیق، مکرم ناصر احمد چٹھہ (دارالبرکات) مکرم رفیع الدین بٹ (دارالنصر وسطی)، مکرم رانا عبدالسلام، مکرم شفقت رسول (دارالنصر شرقی) مکرم میاں منور احمد، مکرم مجید احمد (دارالصدر شرقی ب) مکرم میاں عبدالغفور طور (رحمٰن کالونی) مکرم رانا عبدالغفور (باب الابواب) مکرم مرزا محبوب شوکت، مکرم رانا عبدالبصیر (دارالیمن وسطی حمد) مکرم اللہ بخش، مکرم محمد محمود اقبال (کوارٹرز تحریک جدید) مکرم چوہدری ناصر احمد (ناصر آباد شرقی) مکرم غلام حیدر (طاہر آباد جنوبی ربوہ)

ضلع فیصل آباد: مکرم چوہدری احمد دین، مکرم اقبال مصطفیٰ، مکرم ملک محمد سجاد اکبر (دارالذکر) مکرم مرزا منظور احمد بیگ، مکرم ہومیو ڈاکٹر بشیر حسین تنویر، مکرم مظفر حسین، مکرم محمد اصغر عتیق (دارالحمد) مکرم حافظ محمد اکرم حفیظ (کریم نگر) مکرم صوبیدار خوشی محمد (69 رب گھسیٹ پورہ) مکرم میاں عبدالحفیظ (108 ج ب تلونڈی)

ضلع راولپنڈی: مکرم فیض احمد گھمن ، مکرم کیپٹن علم دین مشاق، مکرم محبوب احمد خان، مکرم چوہدری اقبال حسین (پشاور روڈ شرقی) مکرم محمد منیر چوہدری (النور) مکرم میجر ریٹائرڈ میاں عبدالباسط (صدر) مکرم مبشر احمد کھوکھر (بیت الحمد) مکرم وسیم احمد شاکر، مکرم صادق مجید اللہ، مکرم توقیر احمد ملک، مکرم محمد افضل عابد، مکرم منور احمد خالد، مکرم مرزا محمد دلاور خان (واہ کینٹ راولپنڈی)

ضلع اسلام آباد: مکرم چوہدری مبارک علی حسنات، مکرم عبدالمنان فیاض (اسلام آباد شرقی)، مکرم رفیق احمد سعید (اسلام آباد جنوبی) مکرم ایم اے لطیف شاہد (اسلام آباد وسطی)

ضلع ملتان: مکرم چوہدری اشتیاق احمد، مکرم چوہدری محمد اکبر گوندل، مکرم مرزا نفیس احمد، مکرم ملک عبدالکریم، مکرم صوبیدار محمد صدیق، مکرم چوہدری عبدالمجید، مکرم ملک غلام نبی، مکرم رانا محمد ایوب خان ۔

ضلع نوشہرہ: مکرم نعیم احمد ناصر (نوشہرہ کینٹ) مکرم عمر حیات لنگاہ (رسالپور)

متفرق: مکرم ملک عبدالسلام (سرگودھا) مکرم شیخ ضیاء الرحمٰن (ساہیوال) مکرم بشیر احمد سنوری (ڈیرہ اسمٰعیل خان) مکرم محمد اشرف تارڑ (کولوتارڑ ضلع حافظ آباد) مکرم ڈاکٹر محمد سلیم، مکرم یوسف علی خاور (327HR ضلع بہاولنگر) مکرم منیر احمد منہاس (رحیم یار خان) مکرم بشارت احمد، مکرم منصور احمد آرائیں (نوابشاہ سندھ) مکرم عبدالمجید زاہد (کنری ضلع میرپور خاص) مکرم حمید اللہ باجوہ (ساہیوال شہر) مکرم خلیل احمد (ڈیرہ خلیل ضلع خوشاب) مکرم ماسٹر نذیر احمد (چک 58/3 ٹکڑا چاہ عمر دین، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) مکرم مبشر احمد چوہان (کھاریاں، گجرات) مکرم رفیق احمد بٹ (ڈسکہ کوٹ، سیالکوٹ) مکرم ماسٹر محمد اشرف (چک چٹھہ، حافظ آباد) مکرم سلطان محمود ملک، مکرم ملک عزیز احمد (دوالمیال چکوال) مکرم مقبول احمد چوہدری (بہاولنگر شہر) مکرم تاج محمد (کوٹھ شاہ دین، نوشہرو فیروز) مکرم جلال الدین شاد، مکرم محمد آصف گھمن (سیالکوٹ شہر) مکرم نسیم احمد، مکرم انور حسین شاکر، مکرم بشیر احمد زاہد، مکرم پروفیسر مبشر احمد فرخ (حیدرآباد شہر) مکرم امان اللہ سیال (قطبہ جوڑا، قصور) مکرم اقبال احمد اختر، مکرم ناصر احمد چوہدری (چونکی قصور) مکرم چوہدری مقصود احمد (بھلیسر انوالہ، گجرات) مکرم رفعت احمد، مکرم تنویر احمد، مکرم منصور احمد خان (جناح ٹاؤن کوئٹہ) مکرم خواجہ مبارک احمد (کوٹری) مکرم چوہدری نذیر احمد گھمن (چک 5 احمد آباد، بدین) مکرم انجینئر طاہر احمد (مردان) مکرم مرزا محمود احمد ناز (بشیر آباد، حیدرآباد) مکرم اوصاف احمد (علی پور، مظفر گڑھ) مکرم سید اعجاز المبارک منیر (چک 6/11L، ساہیوال) مکرم ڈاکٹر منظور احمد، مکرم مبارک احمد اعوان (پشاور شہر) مکرم عبداللطیف (داجل، راجن پور) مکرم خلیل احمد گوندل (میرپور خاص) مکرم سید خلیل احمد پیرزادہ (کولیکی، گجرات) مکرم محمد شفقت چیمہ (راہوالی، گوجرانوالہ) مکرم محمد سہیل احمد ضیاء (منڈیالہ وڑائچ، گوجرانوالہ) مکرم شعیب خالد، مکرم انیس احمد طاہر (بیت الناصر، شیخوپورہ) مکرم منور احمد ناصر (گوجرانوالہ شرقی) مکرم محمد سرور ابڑو (لاڑکانہ شہر) مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد جاوید (حافظ آباد) مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن (نیکا پورہ، سیالکوٹ) مکرم نصیر احمد گوندل (کھوسکی بدین) مکرم حفیظ الرحمٰن منصور سنوری (چنیوٹ جھنگ)

آگے قدم بڑھائے جا

مرتبہ: مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب

☆ سالانہ ریفریشر کورس ضلع گجرات:

مورخہ 11 مارچ 2007ء کو مجلس انصاراللہ ضلع گجرات کا سالانہ ضلعی ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں ضلع کی 39 مجالس کے 117 عہدیدار شریک ہوئے۔

☆ سالانہ تربیتی اجتماع زعامت علیاء جوہر ٹاؤن لاہور:

زعامت علیاء جوہر ٹاؤن لاہور کو مورخہ 14، 15 اپریل 2007ء کو سالانہ تربیتی اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں علمی و ورزشی ہر دو طرح کے مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا۔ انصار کی کل حاضری 153 رہی۔ 8 خدام اور 6 اطفال بھی شامل ہوئے۔ درج ذیل علمی و ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم، نظم خوانی، تقریر معیار خاص، تقریر فی البدیہہ، گولہ پھینکنا صف اوّل و دوم، کلائی پکڑنا صف اوّل و دوم، دوڑ 100 میٹر صف اوّل و دوم، تمام مقابلہ جات میں انصار بھائیوں نے ذوق وشوق سے حصہ لیا۔

☆ سالانہ پکنک مجلس انصار اللہ پشاور روڈ راولپنڈی:

25/ مارچ 2007ء کو مجلس انصار اللہ راولپنڈی نے اپنی سالانہ پکنک کا انعقاد کیا جس میں کھیوڑہ، کان، کٹاس تیرتھ قلعہ اور دوالمیال گاؤں کی سیر کا پروگرام بنا جو بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ 47 انصار اور 7 خدام و اطفال شامل ہوئے۔ جماعت دوالمیال نے اس موقع پر بھرپور سہولیات فراہم کیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

☆ تربیتی اجتماع مجلس انصار اللہ علاقہ میرپور خاص سندھ:

مورخہ 15 اپریل 2007ء کو مجلس انصار اللہ علاقہ میرپور خاص سندھ کو اپنا پہلا ایک روزہ تربیتی اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا۔ علاقہ کے چاروں اضلاع (حیدرآباد میرپور خاص، بدین، سانگھڑ) کے 568 انصار شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ 94 خدام و اطفال اور 48 نومبائعین نے بھی شمولیت کی۔ اجتماع کا افتتاح

محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب امیر ضلع نے فرمایا جبکہ اختتامی تقریب کے مہمانِ خصوصی صدر مجلس انصاراللہ پاکستان محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب تھے اسی طرح مرزا عبدالصمد احمد صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز بھی مرکز سے تشریف لائے اور اجتماع کو رونق بخشی۔ درج ذیل مقابلہ جات ہوئے۔ تلاوت، نظم، تقاریر، والی بال، دوڑ 100 میٹر، رسہ کشی۔ ضلع سانگھڑ حاضری کے لحاظ سے اول رہا۔

☆ سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ ضلع سانگھڑ:

مورخہ 29 اپریل 2007ء کو مجلس انصاراللہ ضلع سانگھڑ کا سالانہ اجتماع بمقام کوٹھ احمد پور حلقہ شہداد پور منعقد ہوا جس میں 8/8 مجالس کے 50 انصار شامل ہوئے۔ نیز 14 خدام اور 12 اطفال بھی شریک ہوئے۔

☆ قرارداد تعزیت:

مجلس عاملہ جماعت احمدیہ اسلام آباد نے مکرم چوہدری عبدالواحد ورک صاحب سابق سیکرٹری اصلاح وارشاد و سابق ناظم انصاراللہ ضلع اسلام آباد کی وفات (مورخہ 7 مارچ 2007ء) اور اراکین مجلس انصاراللہ گلشن جامی کراچی نے مکرم محترم سغیر احمد باجوہ صاحب زعیم اعلیٰ انصاراللہ گلشن جامی کی اچانک وفات پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کرتے ہوئے قرارداد تعزیت بھجوائی ہیں۔

ماھنامہ انصار اللہ

کیا آپ نے ماہنامہ انصاراللہ کا چندہ ادا کر دیا ہے؟ براہ کرم اپنے چندہ کی جلد ادائیگی فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ جزاکم اللہ نیز اپنے پتہ میں کسی بھی تبدیلی سے فوری طور پر دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

عبدالمنان کوثر

مینیجر ماہنامہ انصاراللہ پاکستان